رکھیں تو ان کی ذات سے کتنی بھلائی ہو سکتی ہے۔

اپنی قوم میں معزز ہونیکی کوشش کرنی ہر شخص پر فرض ہے لیکن صرف بگھی۔ گھوڑے اور مصاحبوں سے سچی عزت حاصل نہیں ہوتی۔ نیک چلن غریب بدچلن امیر سے لاکھ درجہ زیادہ معزز ہے۔ زندگی کی علت غائی جسم۔ دل۔ دماغ اور روح کی ترقی ہے اور دولت بھی وہی مفید اور ضروری ہے جو ان صفات کی معاون ہو۔ دولتمند انسان اعلٰے درجہ کی سوسائیٹیوں میں بیشک داخل ہو سکتا ہے لیکن یہ کچھ ضرور نہیں کہ وہاں اس کی عزت بھی ہو۔ سیکڑوں ہزاری مل ایسے پاؤ گے جنکی عقلمندوں میں کچھ بھی عزت نہیں ہوتی۔ اسکی وجہ یہی ہے کہ وہ صرف ایک طرح کے خزانچی یا کیسۂ زر تصور کئے جاتے ہیں۔

اپنی قوم میں معزز ہونا لوگوں کے دلوں پر حکمرانی کرنی یہ کچھ ضرور نہیں کہ دولت ہی سے حاصل ہو بلکہ یہ فخر نیک چلنی۔ تجربہ کاری اور مفید خلایق ہونے سے حاصل ہوتا ہے۔

باب (۶)

اپنی تعلیم آپ

تا خود از خویشتن نیاموزی   ندہد سود پندِ لقمانت
خود اگر پند و جہ خیر بُدی   جائے بوجہل کے بدیر بُدی

"دُنیا میں دو طرح پر تعلیم ہوتی ہے ایک تو دوسروں کے ذریعہ سے جسکو سب کوئی جانتے ہیں اور دوسری جو بہت ہی اعلے اور نہایت مفید ہے وہ تعلیم ہے جو انسان اپنی آپ کرتا ہے" (گبن)

"کیا کوئی ایسا بھی ہے جو مصیبت اور تکلیف سے ہراساں اور طوفان سے ڈرتا ہے اگر کوئی ہے تو وہ سمجھ رکھے کہ اِس سے کچھ بھی نہ ہوگا کیا کوئی ایسا بھی ہے جو اپنی فتحیابی کے لئے کمربستہ ہے اگر کوئی ہے تو اُس سے کہدو کہ وہ ضرور کامیاب ہوگا" (جان ہنٹ)

عقلمند اور کام کے آدمی شکلوں پر کسی نہ کسی وقت تک ضرور فتحیاب ہو ہی جاتے ہیں لیکن سُست اور کاہل ہمیشہ اپنے دل کے گڑھے ہوئے مزاحمات سے ڈرتے اور کانپتے رہتے ہیں اور ایک ہلکی سی ٹھوکر سے بلبلا اُٹھتے ہیں۔ کاہل اپنی کاہلی اور نامردی کی وجہ سے ایک آسان کام

کو بھی غیر ممکن بنا دیتے ہیں" (مرڈ)

انگلستان کا ایک نامی شاعر اور قصہ نویس سر والٹر اسکاٹ[1] لکھتا ہے کہ تعلیم کا وہ دوسرا حصہ یعنی آپ اپنی تعلیم کرنی بہت ہی تعریف اور قدر کے قابل ہے بنجمن بورڈی[2] ہمیشہ اس بات کا فخر کیا کرتا تھا کہ میں نے اپنی تعلیم آپ کی۔ فی الحقیقت جتنے ایسے گذرے ہیں جنہوں نے کسی علم و ہنر میں پوری لیاقت حاصل کی تھی وہ سب کے سب اپنی تعلیم آپ کرنے والے اور خود اپنے کو آپ سکھلانے والے تھے۔ سکول کی تعلیم ایک ابتدائی تعلیم ہے اور اُس سے صرف اتنا نفع بیشک ہوتا ہے کہ آدمی کو محنت کرنے کی عادت پڑ جاتی ہے جو کچھ ہم دوسرے معلموں کے ذریعہ سے حاصل کرتے ہیں اُس سے کہیں زیادہ ہم خود اپنی کوشش و سعی سے حاصل کر سکتے ہیں۔ میں مانتا ہوں کہ جب محنت کے ذریعے سے فتح حاصل کی جاتی ہے تو اُس وقت علم اپنی ملک ہو جاتا ہے مگر اُس کی صفائی اور قیام تب ہی حاصل ہوتا ہے جب ہم خود اپنے ہاتھ پاؤں ہلائیں اور اپنے پاؤں چلیں۔ اس طرح پر حاصل کرنے سے علم نقش کالحجر ہو جاتا ہے۔ ایسی کوشش سے ہماری چھپی ہوئی قوتیں اوبھر آتی ہیں

---

[1] سر والٹر اسکاٹ۔ دیکھو صفحہ ۵۶ و ۵۷۔

[2] بنجمن بورڈی۔ ملک فرانس کا ایک مصنف تھا۔ شہر پیرس میں ۱۷۳۲ء میں پیدا ہوا۔ اور ۱۷۹۴ء میں قتل کیا گیا۔

اور اپنی ساری قوتوں پر ہمارا پورا قبضہ ہوجاتا ہے ظاہر ہے کہ ایک حساب کے نکالنے یا اقلیدس کی ایک شکل کے ثابت کرنے سے ہم لوگوں کو دوسرے حساب کے نکالنے یا دوسری شکل کے ثابت کرنے کی قوت حاصل ہوجاتی ہے اور اسی قسم کی روزانہ مشق سے علم آخر ملکہ ہوجاتا ہے اگر ہم خود کوشش نہ کریں تو اوستاد یا کتاب ہمارے کس کام کے ہیں۔

اچھے اچھے اوستادوں نے اس امر پینے اپنی تعلیم آپ کرنے پر خوب غور کیا ہے اور اسی لئے ہمیشہ اُن کی یہی کوشش رہی ہے کہ لڑکے اپنے بل چلیں۔ لنگڑوں کی طرح اُنہیں عصا کی ضرورت نہ رہے۔ سہارا ڈھونڈھنے کی عادت چھوٹ جائے۔ علم کے دریا میں بے سہارا تیرنا سیکھیں۔ اس قسم کے اوستاد پڑھاتے بہت کم تھے وہ لڑکوں کو صرف علم حاصل کرنے کا طریقہ بتلاتے تھے۔ انہیں کام کا آدمی بناتے تھے۔ یہ لڑکوں کو وہ چیز سکھلاتے تھے جس پر عمل کرنا کتابوں کے پڑھنے سے کہیں زیادہ مفید ہے۔ ڈاکٹر آرنالڈ[۱] صاحب کی یہی کیفیت تھی۔ یہ صرف لڑکوں کو اپنے بل چلنا سکھلاتے تھے۔ یہ لڑکوں کو بتلا دیتے تھے کہ انسان کس طرح اپنی کوششوں سے اپنی اندرونی قوتوں کو جو اُس میں ودیعت رکھی گئی ہیں پھر زندہ کرسکتا ہے وہ صرف لڑکوں کی رہنمائی کرتے۔ اُنہیں دلاسا دیتے۔ بلند حوصلہ بناتے۔ اور بیشک اچھے اوستادوں کا صرف

---

[۱] ڈاکٹر آرنالڈ۔ انگلستان کا مشہور عالم اور بہت ہی محنتی آدمی گذرا ہے ۱۷۹۵ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۴۲ء میں مرگیا۔

اتنا ہی کام ہونا چاہئے - ان کا قول تھا کہ لوگ لڑکوں کو اکسفورڈ کالج میں بھیجکر آرام طلب بنا دیتے ہیں اس سے تو بہتر تھا کہ انہیں وان ڈی منس لینڈ کے جزیرہ میں بھیجدیتے جہاں اُنہیں اپنی کوششوں سے روٹی پیدا کرنی پڑتی - یہ اپنے ایک محنتی اور جفاکش شاگرد کی شان میں کہتے ہیں کہ یہ لڑکا اس قابل ہے کہ میں اس کے سامنے ٹوپی اُتارے کھڑا رہوں جتنی مثالیں اس کتاب میں لکھی گئی ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ بڑے بڑے ذہین بھی محنتی ہیں - اندازے سے محنت کرنی انسان کے جسم کو نافع اور مرغوب بھی ہے جس طرح پڑھنے لکھنے سے دل کی تعلیم ہوتی ہے اسی طرح محنت سے جسم کی تعلیم ہوتی ہے - ہر شخص کے بیکار اور معطل وقتوں کے لئے اُسکے مناسب کوئی نہ کوئی کام یا شغل دُنیا میں ضرور موجود ہے اور ہر کام کرنے والوں کے لئے ضرور فرصت کا کوئی وقت بھی ہے - محنت یعنی کسی نہ کسی کام میں مشغول رہنا انسان کی فطرت ہے اور عام انسان کو اس کی طرف ایک ایسا طبعی رجحان ہے جسکو کوئی روک نہیں سکتا - قوم کے وہ لوگ بھی جنہیں بہت فرصت رہتی ہے بعض اوقات کام کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں اور یہ ان کی مجبوری ایسی ہوتی ہے کہ اس سے چارہ نہیں بعض لومڑیوں کا شکار کرتے پھرتے ہیں بعض تو پہاڑوں پر چڑیوں کے شکار میں مشغول - اور بعض کوہستان کی فضا دیکھنے میں مصروف رہتے ہیں - بیشک وکشتی پر سوار ہونے اور اُسے کھینے - دوڑنے - اور چکنے - پھاندنے - محنت یا ورزش کی تعلیم جو اسکولوں میں ہوا کرتی ہے

بہت ہی ضروری چیز ہے ڈیوک[1] آف ولنگٹن جنے نپولین[2] بونا پارٹ سے جری اور بہادر شہنشاہ کو (جنے سارے جہان میں ایک ہل چل ڈال دی تھی) شکست دی تھی ایک مرتبہ کسی کالج میں لڑکوں کو کھیلتے دیکھکر کہنے لگا کہ نپولین سے واٹرلو کی لڑائی میں نے یہیں جیتی تھی۔ کیا معنے کہ یہ ڈیوک جب لڑکا تھا تو کالج میں اور لڑکوں کی طرح یہ بھی کھیلا کرتا تھا۔ اسی کھیل کود پھاند محنت اور ورزش نے اُنہیں ایسی چستی اور چالاکی ہمت اور جرأت جفاکشی اور استقلال زور اور قوت بخشی جسکا نتیجہ واٹرلو کی لڑائی پر نپولین کے مقابلہ میں ظاہر ہوا۔ جرمی ٹیلر کہتے ہیں کہ خبردار! خبردار کاہلی سے کوسوں بھاگو! اپنے خالی وقتوں کو مفید کاموں سے معمور رکھو۔ کیونکہ جب تمہارے اعضا بیکار پڑے رہیں گے اور تمہارا جسم آرام طلب ہوجائے گا اور تمہاری لطیف پاکیزہ روح فکروں اور نیک ارادوں سے معطل رہیگی اور تمہارا دماغ عمدہ خیالات سے خالی رہے گا تو ضرور ہوائے نفسانی اور حرص۔ خبث طینتی اُس خلا میں گھر کرے گی۔ جسمانی ریاضت اور جسمانی کام سب کاموں سے زیادہ مفید ہے اور بیشک شیطان کے وسوسوں اور اُس کے فریب اور حیلوں سے بچنے کا عمدہ وسیلہ ہے۔ بیکار شخص تندرست بھی ہو تو اُس کا جسم بیشک سُست اور ہلکا ہوگا۔ اُسکے اعضا کبھی ٹھونس اور پُر یا وزنی نہیں ہونے کے۔ اُسکے جسمانی اجزا کا باہمی اتصال ایک ایسی گرہ کا سا

ف۱ ڈیوک آف ولنگٹن دیکھو صفحہ ۸۶۔

ف۲ نپولین بونا پارٹ دیکھو صفحہ ۳۰۔

ہوگا جو ابھی تک خوب مضبوط باندھی نہیں گئی۔

عملی ترقی جسمانی صحت پر ہی بہت کچھ منحصر نہیں ہے ہاڈسن صاحب نے اپنے ایک دوست کو ہندوستان سے لکھا تھا کہ اگر میں اپنی کوششوں میں کامیاب ہو جاؤں تو اسکا باعث یہی ہوگا کہ میری قوت ہاضمہ بہت درست ہے کسی کام کو دلی رغبت سے دیر تک کرتا رہنا صرف ایک تندرستی اور صحت پر منحصر ہے اور اِسی لئے تندرستی کا خیال رکھنا بہت ہی ضروری ہے اسکول کے اکثر طلبا جو بے دل شاکی۔ ناخوش۔ سست۔ نراوہمی اور خیالی منصوبہ باندھنے والے نظر آتے ہیں۔ اسکی صرف یہی وجہ ہے کہ انکی صحت و تندرستی کی طرف پورا خیال نہیں رکھا گیا اور نہ خود اُنھوں نے اپنا جسمانی فرض پورا پورا ادا کیا۔ ڈاکٹر چیننگ[۱] صاحب نے لکھا ہے:۔

"افسوس کی بات ہے کہ آجکل بھتیرے لڑکے ناامیدی کے اسکول میں تعلیم پا رہے ہیں اس خاص مہلک عارضے (یعنی سبز باغ کی سیر اور خیالی منصوبہ باندھنے) کی مجرب دوا اور اس کے دفع ہونے کی مؤثر تدبیر اسکے سوا کوئی اور نہیں ہے کہ محنت کریں۔ جسمانی ریاضت کی روزانہ مشق کبھی نہ چھوڑیں۔

انگلستان بلکہ سارے یوروپ کا نامی فیلسوف سر اسحٰق[۲] نیوٹن

---

[۱] ڈاکٹر چیننگ ملک امریکہ کا نامی موحد عیسائی تھا اسی کے وعظوں کا جہان میں شہرہ ہے۔ ۱۷۸۰ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۴۲ء میں مر گیا۔

[۲] سر اسحاق نیوٹن دیکھو صفحہ ۷۴

جنے کئی ایسے مسئلے نکالے ہیں جن سے علوم کی کیفیت ہی بدل گئی۔ اسکول میں کچھ ایسا ذہین لڑکا نہیں معلوم ہوتا تھا۔ ہاں ہتھوڑے اور بسولے کے کاموں میں آرہ چلانے میں۔ لوہاروں کے کل کاموں میں بہت مشاق تھا لڑکپن میں اپنے کمرے میں بیٹھا چھوٹی چھوٹی گاڑیاں۔ عمدہ اور مفید کلیں بنایا کرتا اور جب جوان ہوا تو اپنے ہاتھوں سے دوستوں کو میزیں بنا کر دیتا۔ کل بڑی بڑی کلوں (جیسے ریل گاڑی وغیرہ) کے موجد اسمٹی ٹن[1] - واٹ[2]۔ اسٹیفن سن[3] آرہ کشی میں نہایت مشاق تھے۔ بیشک اگر یہ چھٹ پن ہی سے جسمانی محنت کے عادی نہ ہوتے تو جوانی میں اتنا کچھ نہ کر سکتے الی هیو برٹ[4] لکھتا ہے کہ اگر میں جسمانی محنت چھوڑ دوں تو مجھ سے اچھی طرح پڑھنا ہو نہیں سکتا۔ چنانچہ یہ ایک دفعہ جسمانی محنت نہ کرنے سے جو اکتا یا تو لڑکوں کا پڑھانا اور اپنا پڑھنا سب کو تج دے چند روز تک صرف نجاری ہی کرتا رہا۔ لازم ہے کہ لڑکوں کو ابتدا میں دستکاری سکھلائی جائے اور اُن کو ایسے ایسے کاموں میں لگایا جائے

[1] اسمی ٹن انگلستان کا مشہور انجنیر تھا اِسنے کئی کلیں اور بہت سی عمارتیں بنائی ہیں۔ ۱۷۲۴ء میں پیدا ہوا اور ۱۷۹۲ء میں مرگیا۔

[2] واٹ دیکھو صفحہ ۵۶

[3] اسٹیفن سن دیکھو صفحہ ۵۶

[4] الی هیو برٹ ۔ ملک امریکہ کا عالم تھا۔ اِس نے کئی زبانوں کو حاصل کیا ۱۸۷۹ء میں مرگیا۔

جس سے اُن کی جسمانی صحت روزافزوں ہو۔ پہلے اُن کو علم جرِّثقیل کی چھوٹی چھوٹی باتیں عملی طور پر بتلائی جائیں پھر اُن کو اُس میں مشّاق بنایا جائے۔ تاکہ جب وہ بڑے ہو جائیں اور دُنیا میں کچھ کرنا چاہیں تو اُن کو محنت کی عادت پڑی رہے اور اُسوقت کسی کام سے اُن کا جی اُکتا نہ جائے۔ کیا بُرا دستور ہے کہ غُربا اور مزدوری سے پیٹ بھرنے والے صرف محنت ہی کیا کرتے ہیں۔ اور روحانی ترقیوں کی طرف مطلق توجہ نہیں کرتے۔ اُمرا اور لکھے پڑھے جسمانی محنت کو نفرت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور نرے کتاب کے کیڑے ہی بن جاتے ہیں۔ اِس لئے دونوں فرقوں میں دونوں صفتوں کا اکٹھا کر دینا بہت ہی ضرور ہے۔ ہر ایک دونوں صفتوں سے مالامال ہو ہر ایک فرقہ اپنی کمی اور نقصان کو پورا اور کامل کرے۔ ایک محقق کی تحقیق ہے کہ دُنیا میں جتنے بڑے بڑے لوگ گذرے ہیں وہ صرف اِسیوجہ سے بڑے نہیں ہوئے تھے کہ روحانی صفتوں میں ہی وہ کامل اور عام آدمیوں سے ممتاز تھے بلکہ وہ اِسوجہ سے بڑے آدمی تھے اور بڑے آدمی کہلائے کہ جس طرح وہ روحانی صفتوں میں کامل اور سب سے ممتاز تھے اِسی طرح جسمانی قوتوں میں بھی پورے اور عوام سے بڑھکر تھے۔ قانون دانوں۔ وکیلوں۔ سلطنت کا اُنتظام کرنے والوں کا عام لوگوں سے زیادہ قوی ہونا ایک بہت ہی ضروری امر ہے کیونکہ اُن کو دن دن بھر بند جگہوں اور تنگ مکانوں میں رہنا۔ بکنا اور سخت محنت کرنی پڑتی ہے۔ چنانچہ میں دیکھتا ہوں کہ نامی قانون دان اور مُدبرانِ سلطنت عام آدمیوں کے اعتبار سے قوی الجسم تھے۔

بروہم[1] - لنڈھرسٹ[2] - کیمبل[3] - پیل[4] - پامرسٹن[5] یہ سب کے سب قوی الجسم تھے - واٹر اسکاٹ کچھ ایسا ذہین نہ تھا یہ اپنے اسکول کی جماعت میں گدھا کہلاتا تھا لیکن محنت اور جسمانی ریاضت میں اوستاد تھا - چنانچہ جب اُس نے اپنی عجائب وغرائب تصانیف سے لوگوں کو حیرت میں ڈالنا شروع کیا تو اُس وقت بھی جسمانی محنت کی خواہش اس کے دل سے دور نہ ہوئی اور برابر شکار کھیلا کیا - پروفیسر ولسن[6] جیسا نامی شاعر اور فصیح البیان تھا ویسا ہی قوی اور محنت اور ریاضت میں بے مثل اور یکتا بھی تھا -

---

ف۱ بروہم دیکھو صفحہ ۱۷

ف۲ لنڈھرسٹ انگلستان کا جج پارلیمنٹ کا ممبر تھا - ملک امریکہ میں ۱۷۷۲ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۶۳ء میں مرگیا -

ف۳ کیمبل پارلیمنٹ کا مشہور ممبر اور کئی کتابوں کا مصنف تھا ملک اسکاٹ لینڈ میں ۱۷۷۹ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۶۱ء میں مرگیا -

ف۴ پیل دیکھو صفحہ ۱۷

ف۵ پامرسٹن پارلیمنٹ کا ممبر تھا اِسنے کئی کتابیں تصنیف کی ہیں ۱۷۸۴ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۶۵ء میں مرگیا -

ف۶ ولسن - اسکاٹ لینڈ کا مشہور مصنف اور شاعر - نہایت قوی الجسم آدمی تھا - اِس نے بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں ۱۷۸۵ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۵۴ء میں مرگیا -

اسحاقؔ برو کشتی لڑنے اور ایڈنبرؔ و فولو گھونسا چلانے میں لاجواب تھے۔ آدم کلارکؔ پتھروں کے اُٹھانے اور پھینکنے میں مشہور تھا اور شاید یہی وجہ تھی کہ آیندہ اِس نے پتھروں سے مشکل اور وزنی خیالات کو دُنیا میں پھیلایا۔

روحانی صفات کی ترقی بھی بنہایت ضروری ہے۔ محنت ایک ایسا قوی اور زور آور جن ہے جو سب پر فتحیاب ہوتا ہے۔ علی الخصوص علم کی سلطنت پر تو پورا پورا اسی کا دخل و قبضہ ہے چیٹرٹن کہا کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہت ہی لانبے لانبے ہاتھ دیکر پیدا کیا ہے۔ یہ جس چیز پر چاہے اپنا قبضہ کرسکتا ہے۔ دلیری اور محنت کی ضرورت ہر جگہ اور ہر کام میں ہے۔ اگر انسان اپنی تعلیم کرنے پر خود متوجہ ہو اور وقت کو بیکار اور ضائع نہ ہونے دے اور موقع کو ہاتھ سے جانے نہ دے تو وہ کیا ہے جو نہیں کرسکتا اور کون سا علم و ہنر ہے جو نہیں سیکھ سکتا اور وہ کون سی فضیلت یا کون سا فائدہ ہے جو نہیں حاصل کرسکتا ہے۔

۱؎ اسحاق برو انگلستان کا پادری اور نامی مہندس تھا۔ شہر لنڈن میں ۱۶۳۰ء میں پیدا ہوا اور ۱۶۷۷ء میں مرگیا۔

۲؎ آدم کلارک اِل اِل ڈی۔ انگلستان کا مشہور پادری اور علوم شرقی کا بڑا ماہر ایک بڑا محنتی شخص ہے۔ اِس نے بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں ۱۷۶۲ء میں پیدا ہوا۔

فرگیوسن[۱] بھیڑ ہی چراتے چراتے علم ہیئت آپ سے آپ سیکھ گیا۔ اسٹون[۲] باغبان کے ہاں نوکر بھی تھا اور علم حساب بھی سیکھتا تھا۔ ڈرو[۳] نے علم حکمت سیکھنا اور جوتا بنانا دونوں کام ایک ساتھ کیا۔ ہلر[۴] نے جیالوجی زمین کھودتے کھودتے سیکھا۔

رینالڈ[۵] لکھتا ہے اگر تمھیں ذہن ہے تو محنت سے اُس پر اور جلا ہوگی تمہارا ذہن دونا بلکہ کہیں زیادہ ہو جاوے گا اور اگر تم کند ذہن ہو تو محنت ضرور تمہاری کمی کو پورا کر دیگی۔ اچھی طرح پوری محنت کرنے سے سب کچھ حاصل ہوتا ہے اور اِسکے بغیر کچھ بھی نہیں۔

---

[۱] فرگیوسن ملک اسکاٹ لینڈ کا نامی فلاسفر اور ریاضی دان بہت ہی غریب آدمی تھا لیکن محنت اور کوشش سے بڑی ترقی حاصل کی ۱۷۱۰ء میں پیدا ہوا اور ۱۷۷۶ء میں مرگیا۔

[۲] اسٹون ملک اسکاٹ لینڈ کے باغبان کا لڑکا تھا محض اپنی کوشش اور سعی سے کئی علوم پر حاوی ہوا۔ سترھویں صدی کے اختتام میں پیدا ہوا اور ۱۷۶۸ء میں مرگیا۔

[۳] ڈرو۔ دیکھو صفحہ ۶۰

[۴] ہلر۔ دیکھو صفحہ ۴۴

[۵] رینالڈ انگلستان کا نامی مصور جسکی تصویریں یادگار زمانہ ہیں ۱۷۲۳ء میں پیدا ہوا اور ۱۷۹۲ء میں مرگیا۔

روس[۱] لکھتا ہے کہ میں ایسے بہت لوگوں سے ملا ہوں جو بڑے ذہین مشہور تھے ۔ لیکن دریافت سے معلوم ہوا کہ اصل میں وہ بڑے محنتی تھے ۔ بیشک بے محنت کے ذہانت محض ہیچ اور پوچ ہے ۔ انسان اُسی کام میں اپنی اوقات عزیز اور محنت کو صرف کر سکتا ہے جسکی اُسکے دل میں پوری عظمت اور وقعت ہو ۔ محض معمولی ارادوں اور چھوٹی خواہشوں سے کسی چیز میں پوری محنت نہیں ہو سکتی آسانی محنت ہی سے حاصل ہو سکتی ہے کوئی آسان کام ایسا نہیں ہے جو پہلے کسی زمانہ میں مشکل نہ رہا ہو ۔ اِسی چلنے پھرنے کو دیکھو کہ بچپن میں ہم کو کیسا کچھ مشکل معلوم ہوتا تھا ۔ کتنی بار ہم نے ٹھوکریں کھائیں ۔ آپ کو گرتے دیکھا اور اب ہم ہی ہیں کہ چلنے پھرنے کو کیسا آسان کام سمجھتے ہیں ۔ وہ فصیح البیان جن کی طلاقت لسانی دیکھکر لوگ دنگ ہو جاتے ہیں جو اپنے خیالات کے زور سے لوگوں کے دلوں کو ہلا دیتے ہیں جن کی زبانوں میں دریا کی سی روانی معلوم ہوتی ہے جن کے بولنے میں پھول جھڑتے ہیں جن کی باتیں دُرِ آبدار کی طرح چمکتی نظر آتی ہیں جو اپنے بے مثال خیالات کو گوہر فشان جملوں میں بے تکلف کیسی آسانی کے ساتھ ادا کرتے ہیں کیا انہیں یہ کمال یکبارگی حاصل ہو گیا ؟ ہرگز نہیں ۔ انہوں نے برسوں اِس میں کوششیں کی ہیں اور سیکڑوں دفعہ پریشان ہوے ہیں ۔ بیسیوں مرتبہ غلطیاں کی ہیں ۔ مدتوں اُلجھے رہے ہیں تب اگر اب اِتنے

---

[۱] ڈاکٹر روس انگلستان کا مشہور ریاضی دان تھا اِسنے ایک بہت بڑی دوربین بنائی ہے ۱۸۰۰ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۶۷ء میں مر گیا۔

سُلجھے ہیں۔

ہر کام کو پورا اور درست ہی کر چھوڑنا یہ دو چیزیں تعلیم کے لئے بہت ضروری ہیں فرانسس[1] نے اپنی ترقی کے لئے جتنے اصول و قواعد مقرر کئے تھے اُن میں سے اِس بات کو اُنہوں نے بہت مدنظر رکھا تھا کہ کسی ایک چیز میں پوری طرح سے برابر محنت کرتے رہنا اور اُسکا پورا مالک بن جانا چاہیے۔ یہ بہت سی کتابیں نہیں پڑھتے صرف چند ہی کتابوں کا مطالعہ کرتے لیکن نہ صرف سرسری نظر سے بلکہ اُنہیں چند کتابوں میں ایسا ڈوب جاتے اور اُن کی ہر ایک باریکیوں میں ایسا تیر جاتے جیسے خوشی روح میں اور محبت عاشقوں کے رگ و پے میں۔ کثرت معلومات اور بہت سی کتابیں چاٹ جانے پر کبھی نہ جانا چاہیے صرف اُسی قدر پر توجہ کرنی چاہیے جسکو پوری طرح سے عمل میں لا سکیں۔ اِسی واسطے عمل کرنے کے لئے تھوڑا مگر کامل اور صحیح علم ہمیشہ اُس سے کہیں زیادہ مفید ہوتا ہے جو محض بالائی اور سرسری ہو۔

لاویلا[2] کی رائے ہے کہ جو شخص ایک وقت میں صرف ایک ہی کام کرتا ہے وہ اُس شخص سے کہیں بہتر ہے جو ایک وقت میں کئی کاموں کا خون کردے ایک ہی وقت میں چند کاموں کی طرف متوجہ ہونے سے انسان کی قوت بٹ جاتی ہے اور وہ اُن میں سے کسی کام میں بھی اپنی پوری

[1] فرانسس ہارنر دیکھو صفحہ ۹۲۔

[2] لاویلا ملک ہسپانیہ کا رہنے والا۔ ایک عیسائی فرقہ کا موجد۔ نامی واعظ تھا۔ ۱۴۹۱ء میں پیدا ہوا اور ۱۵۶۷ء میں مرگیا۔

قوت صرف نہیں کرسکتا - آخرش وہ اُن سب میں ناکامیاب رہتا ہے اور اُس کی آیندہ کی ساری ترقیاں رُک جاتی ہیں - تلوّن بے استقلالی اور گھبراہٹ اُسکا خمیر بن جاتا ہے اور پھر ہر کام کو وہ ادھورا چھوڑنے لگتا ہے لارڈ لیوہرڈ نے بکسٹن کو لکھا تھا کہ بھائی میری کامیابی کی اصل وجہ صرف یہی ہے کہ میں نے ابتدا ہی میں قانون میں پوری لیاقت حاصل کرنے کا مصمم ارادہ کرلیا تھا - جو کچھ میں پڑھتا اُسے صرف پڑھ ہی نہیں لیتا بلکہ اُسے اپنا کرلیتا تھا - جب تک میں ایک کام کو پورا نہ کرلیتا تب تک دوسرے کام کے گھر بھی نہ پھٹکتا تھا - میرے ساتھی روزانہ اتنا پڑھتے تھے - جتنا میں ہفتہ بھر میں پڑھتا تھا - لیکن بارہ مہینے کے بعد جتنا میں پڑھا تھا وہ ویسا ہی تروتازہ اور یاد تھا اور وہ بیچارے ساتھی اپنے پڑھے ہوئے میں سے بہت کچھ بھول چکے تھے -

انسان بہت سا پڑھ جانے سے کچھ عقلمند نہیں ہوجاتا بلکہ اگر کسی تدبیر سے وہ عقلمند ہوسکتا ہے تو وہ یہی ہے کہ صرف اپنے خیالات کو مجتمع رکھے اور اپنے دل کی تعلیم کرے ابرنتھی[1] لکھتا ہے کہ انسان کا دل ٹھیک بھیگے ہوئے کپڑے کا سا ہے - جتنا پانی اُس میں فاضل ہے - وہ اُس سے ٹپک پڑتا ہے اور جسقدر اُس میں جذب ہوسکتا ہے اُسقدر باقی رہ جاتا ہے -

[1] ابرنتھی - ایک نامی ڈاکٹر تھا اِسنے علم طب میں کئی نئے اصول ایجاد کیے اسکاٹلینڈ میں ۱۷۶۴ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۳۱ء میں مرگیا -

عمدہ تحصیل وہ ہے جسکی بنا کسی مقصد اور کسی غرض پر ہو۔ کسی خاص علم کو کامل توجہ کے ساتھ پڑھنے سے وہ علم اس قابل ہو جاتا ہے کہ اُسے جب چاہیں عمل میں لاویں۔ اِسی لئے کتابوں کے پاس صرف چھاونی دیئے رہنے سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا ۔ علم اور عقلمندی کو ایسا ہونا چاہئیے کہ وہ ہمدم ہمارے ساتھ رہیں ۔ اگر ہمارے گھر میں لاکھوں روپے جمع ہوں مگر سفر میں ہماری جیب میں ایک جھنجی بھی نہ ہو تو وہ سب روپیہ اُس وقت کس کام کے ہیں اِسلئے ضرور اور لازم ہے کہ عقلمندی اور علم اور ہُنر کا سکہ ہر وقت ہمارے دل کی جیب میں موجود رہے کہ جہاں ضرورت پڑے ہم بے تکلف اُسے صرف میں لا سکیں اور اُس سکہ سے نفع اُٹھا سکیں ۔

اپنی آپ تعلیم کرنے کے لئے مستعدی اور قوت فیصلہ کی بہت ضرورت ہے میری دانست میں اِن صفتوں کی ترقی کے لئے بچوں کو اپنے اوپر اعتماد کرنے کی تعلیم اور بچپن ہی میں حتی الامکان اُنہیں پوری آزادی دیدینی بہت ہی لازمی اور ضروری امر ہے ۔ جن بچوں کے والدین اُن کے ہر کاموں میں دخل اور سہارا دیا کرتے ہیں ۔ اُن کے ہر کاموں میں ہدایت کیا کرتے ہیں اُنہیں ہر وقت بتایا سکھلایا کرتے ہیں وہ بچے کبھی اپنی مدد نہیں کر سکتے ۔ اور اِس عُمدہ اور ضروری صفت میں کبھی ترقی نہیں پا سکتے ۔ اُن کے والدین اپاہجوں کے عصا ہیں جسکے سہارے یہ اپاہج لڑکے چل رہے ہیں افسوس !

گر ہمیں مکتب است و ایں مُلا   کارِ طفلاں تمام خواہد شد

یہ کم بخت کوتہ اندیش والدین اتنا نہیں سمجھتے کہ آخر دنیا میں انہیں ضرور ایک نہ ایک دن اپنے بل چلنا ہی پڑے گا۔ پھر اگر انہیں ابھی سے اسکی عادت نہ ہی اور سہارا ڈھونڈھنے کی خو پڑی رہی تو اُسوقت اُن ننھے سے بچوں پر جبوقت یہ بوڑھے والدین قبر میں سوتے ہونگے کیسی مصیبت کا آسمان ٹوٹ پڑیگا۔ ایسی آسان سی بات اِن کم عقلوں کی سمجھ میں نہیں آتی کہ اپنے اوپر بھروسہ اور اعتماد نہ کرنا انسان کی ترقی میں کس قدر حارج ہے ؂

باب (۷)

نمونہ اور مثال

از نیک و بدت چو ہست بخشے مارا — وز سوز و غمت ملال و عیشے مارا
زنہار تو بد مکن کہ ہم بد گردیم — پستی منگر کہ پست جید گردیم
بر اوج نیکوئی شو دلیل عزت — وز بہر عروجِ ما مثالِ ہمت

عمل بہت بڑا معلم ہے اگرچہ خود نطق سے محروم ہے۔ لفظوں سے عمل کا درجہ کہیں زیادہ ہے۔ نصیحت سے صرف رہنمائی ہوتی ہے مگر اصل یہ ہے

کہ انسان نصیحت کے عملی برتاؤ ہی کو دیکھ کر فائدہ پاتا ہے۔ نصیحت کے عمدہ ہونے میں کچھ کلام نہیں لیکن جب تک یہ عمل کی کسوٹی پر کسی نہ جائے۔ بالکل بے اثر ہے۔ یہ مشہور مقولہ کہ "انظر الی ما قال و لا تنظر الی من قال" (باتوں پر خیال رکھو کہنے والوں پر نہ جاؤ) صرف کہاوت ہی کہاوت ہے۔ اس جہان میں ٹھیک اسکے برخلاف عملدرآمد ہے گویا سب زبان حال سے یہ کہہ رہے ہیں کہ جو تم کروگے وہی ہم کریں گے اور صرف بات بنانے کو ہم جھوٹی کہانی سے زیادہ بے وقعت سمجھیں گے۔

ہم جسقدر آنکھ سے سیکھتے ہیں اُسقدر کان سے نہیں سیکھتے۔ جو کچھ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اُسکا اثر اُس سے کہیں زیادہ ہوتا ہے جسکو ہم صرف کانوں سے سُن لیتے یا کتابوں میں پڑھ لیتے ہیں خصوصاً بچپن میں تو جو کچھ انسان سیکھتا ہے زیادہ تر آنکھوں ہی سے سیکھتا ہے۔ بچے جو کچھ دیکھتے ہیں بے سمجھے بوجھے اُسکی نقلیں کرنے لگتے ہیں اور رفتہ رفتہ اپنے ساتھیوں کے سے ہو جاتے ہیں۔ بچوں کی مثال ٹھیک اُن کیڑوں کی ہے جو جس رنگ کے درختوں پر رہتے ہیں اُسی رنگ و روپ کے ہو جاتے ہیں اسی لئے بچپن میں تعلیم کا عمدہ ہونا نہایت ضروری ہے۔ اسکول میں کیسی ہی عمدہ تعلیم کیوں نہ ہوتی ہو لیکن انسان جو کچھ گھر میں سیکھتا ہے اُسکا اثر اُس سے کہیں قوی ہوتا ہے اور اکثر ایسی بیرونی تعلیموں پر غالب آجاتا ہے اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ قوم کی قوم اپنے گھواروں ہی میں سنورتی یا بگڑتی ہے۔

چھوٹے چھوٹے کاموں کا بھی بڑا اثر ہوتا ہے بعض اوقات صرف اشاروں کا اثر نقش کالحجر ہو جاتا ہے اور بڑے بڑے نتائج کا باعث ہوتا ہے۔

ویسٹ[ل] لکھتا ہے" مینے لڑکپن میں ایکبار خوب محنت کر کے ایک تصویر کھینچی۔ یہ تصویر میری نظروں میں بہت پیاری اور بھلی معلوم ہوئی۔ میں دوڑا ہوا اُسے اپنی ماں کے پاس لے گیا۔ میری ماں اُسے دیکھ کر مسکرانے لگیں۔ اور خوش ہو کر میرا بوسہ لے لیا۔ اُس بوسہ کا یہ اثر ہوا کہ میں آخر کش بڑا مصور ہو گیا"۔ فی الحقیقت اگر مائیں لکھی پڑھی ہوشیار ہوں اور موقع محل پر اسی طور سے بچوں کا حوصلہ بڑھایا کریں اور بے موقع ناز و پیار سے لڑکوں کو خراب نہ کریں تو ملک کی بڑی ترقی ہو۔ بچپن کی ایسی ہی چھوٹی چھوٹی باتیں جوانی میں بہت بڑے بڑے نتیجے پیدا کرتی ہیں۔ اور جوانی میں خوش یا مغموم رہنا ایسی ہی ادنیٰ سی باتوں پر بہت کچھ منحصر رہتا ہے۔

اِس جہان کے وہ اشخاص جن کی ذات سے بنی انسان کو بہت فائدہ پہونچا ہے اور جن کی بھلائی اور نیکی کا اثر ابھی تک اِس دنیا میں موجود ہے وہ عموماً نیک اور تعلیم یافتہ ماؤں ہی کی گود میں پلے تھے۔ یہ مذکورہ تاریخی واقعہ غور کے قابل ہے اور عورتوں کے تعلیم یافتہ ہونے کو کسقدر ضروری اور فرض ثابت کرتا ہے۔

ل ویسٹ ملک امریکہ کا مشہور مصور تھا۔ لنڈن آکر اسنے بہت شہرت حاصل کی۔ اور جارج بادشاہ انگلستان کے الطاف خاص کا مورد ہوا۔ ۱۷۳۸ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۲۰ء میں مر گیا۔

لینگ[1] ڈیل لکھتا ہے۔ "جتنی ہدایتیں اور نصیحتیں کہ میری والدہ نے مجکو کیں ہیں اگر سارے جہاں کی نصیحتوں اور ہدایتوں سے انکا موازنہ کیا جائے تو عالم کی نصیحتیں انکے پاسنگ کو بھی نہ پہونچیں" اگر والدین کی دلی آرزو اور خواہش یہ ہے کہ انکی اولاد نیک چلن اور صالح ہو تو اس امر کے لئے انکو صرف اپنے حسن اخلاق اور نیک چلنی پر لحاظ رکھنا کافی ہے۔

انسان کا کوئی کام اور کوئی خیال ایسا نہیں ہے جو بے انتہا نتیجے نہ پیدا کرتا ہو۔ بھلے اور برے دونوں کام ہمیشہ زندہ اور اپنے ثمرے پیدا کرتے رہتے ہیں۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ وہ ہمیں دکھلائی نہ دیں۔ ذلیل سے ذلیل اور ناپرساں سے ناپرساں بھی اسکا دعوے نہیں کر سکتا کہ میرے قول اور فعل کا کسی پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ اس ساری کائنات میں کوئی بھی کسی سے جدا نہیں۔ سب کے سب ایک زنجیر میں جکڑے ہوے ہیں۔ ایک دوسرے کا محتاج ہے۔ ہر شخص اپنی برائیوں اور نیکیوں سے دنیا کی برائیوں اور نیکیوں کی تعداد بڑھا یا گھٹا رہے ہیں جس طرح اگلوں کے اقوال و افعال کا اثر ہم پر ہے اسی طرح ہمارے اعمال کا اثر آیندہ زمانہ میں آنے والی قوم پر ہو گا۔ انسان ایک ایسا پھل ہے جو سیکڑوں صدیوں کی سعی اور کوششوں سے بڑھتے بڑھتے اس حالت تک پہونچا ہے۔ ہزاروں برس کی قومیں گویا ایک دوسرے کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے کھڑی ہیں اور موجودہ قومیں بھی قول و فعل کے

[1] لینگ ڈیل انگلستان کا ایک بہادر آدمی تھا کئی لڑائیوں میں شریک رہا لارڈ کا خطاب بھی حاصل کیا اور ۱۸۶۶ء میں مرگیا۔

مقناطیسی سلسلہ کو آیندہ کی قوموں میں جاری رکھیں گی۔ کسی انسان کا کام فنا نہیں ہوتا۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ اُسکا جسم خاک ہو کر ہوا میں اُڑ جائے اُسکا پتہ تک نہ ملے لیکن بھلے اور بُرے کام ہمیشہ اپنا اثر پیدا کرتے رہینگے۔

زندہ است نام فرخ نوشیرواں بعدل　　گرچہ بسے گذشت کہ نوشیرواں نماند

اگر انسان اِس بلیغ مضمون کو خوب سوچے تو معلوم ہو کہ اُسپر کتنی بڑی جوابدہی ہے۔ ایسے ہی غور و فکر کے بعد انسان اپنے نیک کاموں سے خوش اور بُرے کاموں کے ہولناک نتیجوں کو سمجھ کر خوف زدہ ہو سکتا ہے مسٹر ببیج لکھتا ہے[1]۔ اِس جہان کے ایک ایک ذرہ میں انسان کی بھلائی اور بُرائی کا اثر موجود رہتا ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ ہوا۔ ایک کتب خانہ ہے جس میں ہر انسان کے الفاظ لکھے رکھے ہیں وہ کُل وعدے جو پورے ہوئے وہ کُل سخت الفاظ جو مُنہ سے نکالے گئے وہ کُل گالیاں جو دی گئیں۔ سب اُس میں موجود ہیں[2] ۔ صرف ہوا ہی نہیں بلکہ زمین سمندر اور سب چیزیں انسان کے افعال اور خیالات کی مورخ ہیں۔ علوم جدیدہ نے اب اِن باتوں کو نہایت صاف طور سے ثابت کر دیا ہے کہ کوئی حرکت زایل نہیں ہوتی۔ علم جرثقیل سے ثابت ہے کہ ہر قاتل کے سیکڑوں گواہ

---

[1] مسٹر ببیج ایک مشہور ریاضی دان ہے اِسنے کئی چیزیں ایجاد کی ہیں اور ۱۷۹۲ء میں پیدا ہوا تھا۔

[2] مَا یَلفظ مِن قولٍ اِلَّا لَدیہ رقیبٌ عتید انسان جتنی باتیں اپنے مُنہ سے نکالتا ہے اُن سب کے لئے ایک ہوشیار محافظ ہے۔

ہیں۔ قتل کے وقت اُس کے جسم سے جو حرکت صادر ہوئی جسطرح اُس کا ہاتھ ہلا وہ سب قایم ہے۔

غرض جو کام ہم کرتے ہیں۔ جو لفظ ہم بولتے ہیں۔ جس حرکت کو ہم دیکھتے ہیں۔ جس بات کو ہم سُنتے ہیں۔ سب میں اثر ہے اور وہ برابر پھیلتا جاتا ہے اور وہ صرف ہم پر ہی اثر پیدا نہیں کرتا بلکہ ساری قوم کو اپنے رنگ میں رنگتا ہے۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ ہم اُسکی رنگ ساری کی ترکیب سے واقف ہوں اس لئے بہت ضرور ہے کہ ہمیشہ لوگوں کو عمدہ نمونہ دکھلاؤ۔ ہمیشہ ایسے خیالوں کو دل میں جگہ دو جو فائدہ مند ہوں۔ ہمیشہ ایسے لفظ بولو جو بکار آمد ہوں ہمیشہ ایسے کام کرو جسکو دیکھ کر لوگ نصیحت پکڑیں۔

انسان کتنا ہی غریب اور لوگوں کی نظروں میں کتنا ہی ذلیل کیوں نہ ہو لیکن اس طرح کی تعلیم سے ہمیشہ اپنی قوم کو فائدہ پہونچا سکتا ہے روشنی ٹیلہ پر ہو یا زمین پر اُسکی شعاع ضرور پھیلتی ہے۔ ع

گرمیٔ مہر بہ ویرانہ و آبادی یکے است

نیک چلن انسان خواہ ستارہ ہند ہو کر سارے جہان میں مشہور ہو۔ خواہ ایک جھونپڑے میں پڑا رہے اور ہل جوتا کرے۔ اُسکی نیک چلنی کا اثر بنی نوع انسان پر ضرور ہوتا ہی ہے۔

شاخِ گل ہر جا کہ مے روید گل است ۔۔۔ خُمِ مُل ہر جا کہ مے جوشد مُل است

زندگی عمدہ طور سے نیک کاموں میں بسر کرنا اپنے وارثوں بلکہ سارے جہان کے لئے ایک بیش بہا میراث چھوڑ جانا ہے ۔ کیونکہ ایسی زندگی نیک چلنی

پر ایک نہایت بلیغ لکچر اور بدچلنی کی ایک سخت ہجو اور مذمت ہے۔ وہ کیسے خوش نصیب لڑکے ہیں جو انگلستان کے نامی شاعر پوپ کی طرح کہہ سکیں "میرے والدین نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جسکو یاد کرکے مجھ کو شرم آئے الحمدللہ کہ میں نے بھی کوئی ایسا کام نہیں کیا جس کو سنکر اُنکی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔

چس[۵۵] ہلم صاحبہ اپنی کامیابی کی وجہ اس طرح بیان کرتی ہیں :۔ "جب میں نے کسی نیک کام کو کرنا چاہا تو فوراً اُس میں مشغول ہوگئی۔ باتیں ہی نہ بناتی رہی"۔ واقعی اگر مسیم صاحبہ اُن کاموں کے بارے میں صرف تقریریں ہی کرتی پھرتیں تو وہ کام زبانی ہی رہتا لیکن چونکہ اُنھوں نے زبانی جمع و خرچ کے بدلے اُن کاموں کو کرنا بھی شروع کر دیا اسلئے اُن کے معاون بھی کھڑے ہو گئے اور وہ کام بھی بخوبی انجام کو پہونچگیا۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ بات بہت صحیح معلوم ہوگی کہ خوش تقریر اور عالی خیال آدمی اُسقدر مفید خلایق نہیں ہے جتنا کہ عمدہ کام کرنے والا۔

اگر ٹومس[۵۶] رائیٹ صرف یہ کہتا ہی پھرتا کہ سرکاری مجرم سزا پانے کے بعد بھی کام کے آدمی نہیں ہوتے اور سرکار اُن کی تہذیب اور اصلاح کی کوشش

[۵۵] چس ہلم صاحبہ۔ انگلستان کی مشہور انسان دوست عورت تھی اپنے ہزاروں ہموطنوں کو کام کا آدمی بنایا۔ کئی نیک کام کئے۔ جزیرہ آوسٹریلیا میں رفاہ عام کا کارخانہ جاری کیا ۱۸۰۸ء میں پیدا ہوئی تھی۔

[۵۶] ٹومس رائیٹ دیکھو صفحہ ۱۰۱۔

نہیں کرتی تو کیا نتیجہ پیدا ہوتا - یہ تو ایک ادنیٰ دوکان دار تھا - اسکی باتوں کی پروا کسکو تھی - مگر اسنے بجائے گلا اور شکوہ کرنے کے خود کمر ہمت چست باندھی اور جو قیدی رہا ہوا اُسکو کام کا آدمی بنانے کی فکر میں لگا اور سیکڑوں کو راہ راست پر لایا - اسکی کوششوں سے سیکڑوں مجرم ایسے نیک کردار اور لایق ہوگئے کہ پھر قیدخانہ جانے کی اُنہیں نوبت نہ آئی -

اگر جان پونڈ یہی لکچر دیتا پھرتا کہ غریبوں کے لئے اسکول جاری کرنا چاہئے تو ادنی موچی کی ہدایت پر کون چلتا ؟ کیا وہ اسکول کبھی جاری ہوتا ؟ لیکن جب اُسنے وہ اسکول خود جاری کر دیا تو اُس سے کتنے غریب لڑکوں کو فائدہ پہونچا - ڈاکٹر گھتری اس اسکول اور اُس کے بانی کے بارے میں لکھتے ہیں "جان پونڈ - پورٹس موتھ کے موچی کو غربا کی حالت پر رحم آیا - کوئی امیر یا امیر زادہ تو اس طرف متوجہ نہ ہوا لیکن اس موچی بیچارے نے اپنی کوشش و سعی سے غربا کے لئے ایک اسکول جاری کر دیا - یہ نیک آدمی ہمیشہ لڑکوں کے فراہم کرنے کی فکر میں رہتا اور اُنہیں بھنے آلو کا لالچ دیکر بُلا لاتا اور پڑھواتا - بیشک یہ شخص فخرِ انگلستان تھا - جتنی عمارتیں ناموروں کی یادگار کے لئے دنیا میں بنائی جاتی ہیں - اُن سب سے بلند عمارت اس موچی کے لئے بنانا لازم ہے - مجھے یقین ہے کہ جس دن عزت حقدارون کو ملیگی اور ہر مستحق اپنی داد پائے گا اُس دن اُن مشہور آدمیوں کے غول میں سے جن کی تعریف میں شاعروں اور مورخوں نے قصیدے پر قصیدے لکھے ہیں - اور تواریخ کے صفحوں کے صفحے سیاہ کر ڈالے ہیں اس غریب بیچارے کو صف چیرتے

ہوے اُس پیارے حاکم کے پاس لے جائیں گے جو فرماتا ہے کہ جس نے میری ایک ادنیٰ مخلوق پر بھی احسان کیا تو گویا اُس نے مجھ پر احسان کیا اور اُس وقت وہ منصف شہنشاہ اپنے پاک ہاتھوں سے عزت اور فخر کا تاج اُسکے سر پر رکھے گا۔

نصیحت جسقدر نیک مادہ تیار کرتی ہے بُری صحبت اُسکو فوراً برباد کر دیتی ہے صحبت کا بڑا اثر ہے۔ لڑکپن میں لڑکوں کو بُرے آدمیوں کی صحبت سے بچانا بہت ہی ضرور ہے ایک صاحب کا قول ہے کہ تنہائی بُری صحبت سے کہیں افضل ہے۔ بہتر تو یہ ہے کہ آدمی ایسوں کی صحبت اختیار کرے جو اُس سے اچھے ہوں اور اگر یہ نہو تو اُسکے برابر تو ضرور ہوں ؎

ہم نشین تو از تو بہ باید تا ترا عقل و دیں بیفزاید

اگر کسیکا چال وچلن دریافت کیا چاہو تو اُسکی صحبت کے آدمیوں کے چال چلن پر قیاس کرلو۔ جو جیسا ہوتا ہے اُسکے جلیس بھی ویسے ہی ملتے ہیں ؎

کند ہمجنس با ہم جنس پرواز کبوتر با کبوتر باز با باز

سر پٹر لسلی[1] ایک بڑا نامی مصوّر تھا۔ یہ لکھتا ہے "میں حتے المقدور بُری تصویروں پر نظر نہیں ڈالتا کیونکہ بُری تصویروں کے دیکھنے سے میرا قلم بیساختہ ویسی ہی تصویریں کھینچنی سیکھ لیتا ہے اِسیطرح انسان بُروں کی صحبت میں بُرائی اخذ کر لیتا ہے اور اُسے خبر تک نہیں ہوتی"

[1] سر پٹر لسلی ایک نامی مصور تھا جنے جیمس بادشاہ کے لئے بہت سی تصویریں بنائی تھیں۔ ۱۶۱۷ء میں پیدا ہوا اور ۱۶۸۰ء میں مرگیا۔

اچھے آدمی اپنا اثر فوراً پہنچاتے ہیں۔ سیر کرنے والے جب پھولوں کے چمن میں سے ہو کر گذرتے ہیں تو اُن کے کپڑوں کے ساتھ پھولوں کی باس لپٹی چلی جاتی ہے۔ اِسی طرح انسان جب نیکوں کی صحبت سے آتا ہے تو کچھ نہ کچھ اُن کا اثر لیتا ہی آتا ہے۔ بہتیرے ایسے ہوتے ہیں کہ اُن کی صحبت میں ہی پہونچنا دوسری دُنیا میں پہونچ جانا ہے۔ اُنکے خیالات عالی اور حوصلے بلند ہو جاتے ہیں۔ دلیروں کو دیکھکر بُزدلوں میں بہادری آجاتی ہے جوانمردوں کی حکایتیں سُنکر خون میں جوش پیدا ہو جاتا ہے۔ دل میں عجیب طرح کی اُمنگیں ہوتی ہیں۔ ژِسکا[1] بوہیمیہ والوں کو جوش دلانے کے لئے یہ وصیت کر گیا کہ میرے چمڑے کا طبل بنا کر جنگ میں بجایا جائے اُسکو یقین تھا کہ اُس طبل کی آواز ہی مُردہ دلوں کو زندہ بناویگی۔

سکندر بیگ[2] البانیا کا بادشاہ جب مرگیا تو اُس کی فوج نے اُس کی ہڈیوں کا تعویذ اِس غرض سے بنایا کہ اُن کی ہمتوں میں ترقی اور دلوں میں جوش پیدا ہو۔

سوانح عمری پڑھنے کا بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ آدمی کو عمدہ مثالیں ملتی ہیں

---

[1] ژِسکا۔ ملک بوہیمیہ کا نامی شریف آدمی تھا یہ بہت سی لڑائیاں لڑا۔ بڑا ہی دلیر تھا ١٣٦٠ء میں پیدا ہوا اور ١٤٢٤ء میں مرگیا۔

[2] سکندر بیگ۔ البانیا کا شاہزادہ تھا۔ یہ بڑا ہی دلیر شخص گذرا ہے اس نے سلطان روم سے لڑکر البانیا کو آزاد بنایا ١٤٠٤ء میں پیدا ہوا۔ اور ١٤٦٧ء میں مرگیا۔

متقدمین جس طرح اپنے کاموں کی بدولت زندہ ہیں اسیطرح وہ اپنے تذکروں کے باعث بھی زندہ ہیں - سوانح عمری پڑھنے سے گویا ہم اُن سے ملاقاتیں کرتے ہیں - مصافحہ کرتے ہیں اور وہ ہمیں نصیحت اور ہدایت کی باتیں سُناتے ہیں - اور ہم سے کہتے ہیں کہ تم بھی ہم سے ہو جاؤ اور ہماری راہ چلو - سوانح عمری کے ذریعہ سے اگلے زمانہ کے بڑے بڑے آدمی گویا پھر ہم لوگوں میں پیدا ہو جاتے ہیں - وہ گویا ہمارے جسموں میں حلول کرتے ہیں - اور پھر اِس دُنیا میں آکر عجیب و غریب کام کرتے ہیں - ایسی کتابیں جن میں بڑوں کے سچے حالات لکھے ہوں ایک بہت بڑا ہدایت نامہ ہے ایسی کتابوں کے پڑھنے سے انسان عالی خیال اور بلند حوصلہ ہو جاتا ہے - نیک کام کرنے میں اُس کی ہمت بڑھ جاتی ہے - یہ ممکن ہی نہیں کہ کوئی آرنالڈ اور بکسٹن کے سوانح عمری پڑھے اور اُسکو یہ نہ معلوم ہو کہ "ہمارے دل و دماغ تازہ ہو گئے - بکسٹن اور آرنالڈ کے عمدہ اور اچھے ارادے ہمارے دلوں میں مستحکم ہو گئے" ایسی کتابیں انسان کو اِس قابل بنا دیتی ہیں کہ اپنے اوپر بہت زیادہ بھروسا کرنے لگتا ہے کیونکہ وہ اِس بات کو صاف دیکھ لیتا ہے کہ انسان سے کیا کیا ممکن ہے - اِس قسم کی کتابیں امیدوں کی معاون اور دلوں میں جوش پیدا کرنے والی ہیں - سوانح عمری پڑھتے پڑھتے کہیں نہ کہیں ایک ایسا نمونہ مل ہی جاتا ہے جو اُس کے حسب حال ہوتا ہے اور اس سے اُس کو بہت بڑا نفع پہونچتا ہے - اُسکے دل میں بے اختیار یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ میں بھی اُس کا سا ہو جاتا - چنانچہ اسیطرح بہت سے ہو بھی گئے -

سر سیموئل رومیلی پہلے کچھ نامی مصنف نہ تھا لیکن اُس نے چینسلر ڈی گوسو[1] فرانسیسی کے حالات پڑھے تو وہ کوئی اور ہی ہوگیا - چنانچہ وہ خود لکھتا ہے - میرا دل قوی ہوگیا - ہمت جوش مارنے لگی - عزت اور ترقی کی نئی نئی راہیں نظر آنے لگیں - اور میری خواہشیں بہت ہی مضبوط ہوگئیں فرنیکلن[2] امریکہ کا نامی حکیم اور علم برق کا موجد جو بہت ہی غریب آدمی تھا اور پھر محض اپنی کوشش وسعی سے اِس درجہ پر پہونچا کہ شہنشاہ فرانس نے اِس کی دعوت کی اور اُس کے مرنے پر سارا امریکہ اُسکے غم میں دو مہینے تک سیاہ پوش رہا یہ لکھتا ہے کہ مرتھ صاحب کی کتاب (جسمیں اُنکی سوانح عمری تھی) پڑھکر مجھے ترقی کرنیکا حوصلہ پیدا ہوا سیموال ڈرو لکھتا ہے کہ مینے فرنیکلن صاحب کے حالات کو پڑھکر چاہا کہ اپنے کو اُسکا سا بناؤں -

کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ لوگوں نے کسیکی سوانح عمری کو تفریحاً پڑھنا شروع کیا اور اُسکا ایسا قوی اثر ہوا کہ وہ دفعتاً بدل گئے پولوٹارک[3] کی زندگی

---

[1] چینسلر ڈی گوسو ایک جوہری کا لڑکا تھا - علم قانون دانی میں اسنے بڑی لیاقت پیدا کی - بیرسٹر بھی ہوا - پارلیمنٹ کا ممبر بھی مقرر ہوا - اُسنے اپنی بی بی کے مرنے کے افسوس میں خودکشی کی -

[2] فرنیکلن ملک امریکہ کا نامی حکیم ایک بہت ہی غریب آدمی تھا اسنے محنت اور کوشش سے بڑی ترقی حاصل کی - عمدہ عہدے جلیلہ پر ممتاز ہوا - شہر بوسٹن میں ۱۷۰۶ء میں پیدا ہوا اور ۱۷۹۰ء میں مرگیا -

[3] پولوٹارک ملک یونان کا نامی آدمی سوانح عمری لکھنے والا حکیم اور سیاح تھا سن عیسوی کے ۴۶ برس قبل پیدا ہوا تھا اور بہت بوڑھا ہو کر مرا -

کے حالات پڑھکر الفری[1] ایک نامی منشی ہو گیا یعنی اُسکے دل میں یکایک انشا پردازی کی ایسی خواہش پیدا ہو گئی کہ وہ بہت جلد اس فن میں یکتائے روزگار ہو گیا۔ مارٹن لوتھر[2] جسنے گویا سارے یوروپ کو پوپ کے ظلم و تعدی سے نجات دی صرف جان ہس[3] کی سوانح عمری پڑھکر اپنے اس اہم کام پر مستعد ہوا تھا۔

ہر حالت میں بشاش رہنا ایک نہایت عمدہ خصلت ہے۔ اِس خصلت کے آدمی کی صحبت سے انسان ایسا جلد مُتاثر ہوتا ہے جیسے کسی متعدی مرض سے بشاش آدمی کے چہرے بشرے سے ایسی چمک دمک ظاہر ہوتی ہے کہ جس آدمی تک وہ پہنچتی ہے اُسکی امیدیں مضبوط اور تکلیفیں اور مصیبتیں دور ہو جاتی ہیں اُسکو کام اور محنت کی جرأت ہو جاتی ہے۔ کوئی کام ہو تب ہی پورا ہوگا جب دل سے کیا جائیگا اور کرنیوالا اُس کام کو خوشی اور بشاشت کے ساتھ کرے گا ہیوم[4] اکثر کہا کرتا کہ میں مغموم بادشاہ پر بشاش

---

[1] الفری ملک اطالیہ کا شاعر تھا اِسکی تحریریں بہت مؤثر ہیں ۱۷۴۹ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۰۳ء میں مر گیا۔

[2] مارٹن لوتھر ملک جرمنی کا رہنے والا عیسائیوں میں پروٹسٹنٹ مذہب کا پھیلانیوالا یورپ کو پوپ کے ظلم سے نجات دلانے والا اور انجیل کو اپنی زبان مادری میں ترجمہ کرنیوالا سنہ ۱۴۸۳ء میں پیدا ہوا اور سنہ ۱۵۴۶ء میں مر گیا۔

[3] جان ہس ملک بوہیمیا کا رہنے والا اور عیسائیوں میں ایک نئے فرقہ کا موجد تھا اِسکے مذہبی عقاید عوام کے مخالف تھے اِسلئے یہ قتل کیا گیا سنہ ۱۳۷۰ء میں پیدا ہوا اور سنہ ۱۴۱۵ء میں مر گیا۔

[4] ہیوم دیکھو صفحہ ۶۵ و ۶۶۔

مزدور کو ترجیح دیتا ہوں - انگلستان کے غلاموں کے دوست اور خیر خواہ گرینویل شارپ[1] صاحب دن بھر تو نہایت سخت کام کیا کرتے اور شام کو اپنے چند احباب کے ساتھ گاتے اور ڈھولک بجایا کرتے -

ڈاکٹر آرنالڈ بھی ایک بڑا خوش مزاج اور محنتی شخص گذرا ہے اِس نے اپنے کو نوجوانوں کی تعلیم میں ہمہ تن مصروف کر دیا تھا اِس کے کُل طلبا ہشاش بشاش رہتے اور ایک ایک کام ہر ایک کے سپرد تھا اور ہر ایک کو اِس سے از حد محبت تھی - یہ ادنی سے ادنی کام کو بھی خوب جی لگا کر کرتا یہ اِس بات پر پکا یقین رکھتا تھا کہ انسان کام ہی کرنے کے لئے پیدا ہوا ہے اور اِسی لئے انسان کو طرح طرح کی جسمانی اور روحانی قوتیں عطا ہوئی ہیں - کام ہی سے اُسکی فطرت کی ترقی ہوگی اور کام ہی کے ذریعہ سے وہ الوہیت کے درجہ سے نزدیک ہوتا جائے گا اور مقرب خدا کہلائے گا اُسکے شاگردوں میں سے ھوڈسن نے بڑا نام پایا -

ھوڈسن نے ہندوستان سے اپنے ایک دوست کو یہ خط لکھا تھا "ہندوستان میں ہوکر بھی اپنے رگ و پے میں اوستاد کی تعلیم کا اثر پاتا ہوں اور الحمد للہ کہ میرے کُل ماتحت بھی اُس اثر سے فیضیاب ہو رہے ہیں -"

محنتی اپنے ہمسایوں پر کتنا اثر پہونچا سکتا ہے - اِسکو سر جان سن کلی یر کی سوانح عمری بہت عمدہ طور سے ثابت کرتی ہے - اِس کا سا محنتی

---

[1] گرینول شارپ دیکھو صفحہ ۳۱ -

شخص ہمارے یورپ میں نہیں ہوا - یہ اسکاٹ لینڈ کے شمالی حصہ میں پیدا ہوا تھا - یہ ملک ایسا غیر آباد تھا کہ شائد ہی کوئی دوسرا حصہ اسکاٹ لینڈ کا دیسا ہو - جب یہ سولہ برس کا تھا تب اسکے والد نے قضا کی - یہ بہت بڑے زمیندار تھے - انکے مرنے پر کُل انتظام سر جان کے سپرد ہوا - قصہ مختصر اٹھارہ برس کے سن میں یہ اپنے وطن کی تہذیب اور اصلاح پہ کمر بستہ ہوا - وہاں کی فلاحت نہایت ہی بُری حالت میں تھی کسی کی کھیت کے گرد آل[^1] نہتھی جہاں پانی تھا وہاں سے اس کو نکال پھینکنے کی ترکیب کسی کو معلوم نہ تھی - کسان ایسے غریب تھے کہ ہل جوتنے کے لئے گھوڑا تک اُن کے پاس نہ تھا - عموماً سب کھیت بیچاری عورتیں درست کیا کرتی تھیں - جب کسان کا گھوڑا مر جاتا تو وہ شادی کر لیتا اور کبھی نقصان نہ اٹھاتا - کیونکہ گھوڑے اور عورت دونوں سے کھیت کی درستی کا کام برابر ہی نکلتا تھا - سارے شہر میں نہ تو کہیں پُل تھا اور نہ کہیں سڑک - شہر میں داخل ہونے کے لئے صرف ایک راہ پہاڑ پر ہو کر تھی اور وہ بھی ایسا دشوار گذار کہ جہاں جان پر کھیل کر چلنا پڑتا تھا - سر جان نے بن چلیٹ نام ایک ٹیلہ پر ہو کر راستہ بنانا چاہا اُس بستی کے رہنے والے اسکے اس قصد پر خوب ہنسے اور کہنے لگے کہ اس نے تو ایسے کام کا ارادہ کیا ہے جسکا ہونا سلاطین وقت سے بھی غیر ممکن ہے لیکن اُسنے بارہ ہزار مزدوروں کو اِس کام میں لگا دیا اور خود بھی اُنکے کام میں شریک ہو گیا - سب مزدوروں کی نگرانی کرتا اِن کا دل بڑھاتا بالآخر

[^1]: نوٹ کھیتوں کے اردگرد تھوڑی بلند مٹی ڈال کر اسکی حد بندی کی جاتی ہے -

ایک ہی دن میں چھ میل تک سڑک تیار ہو گئی - دیکھنے والے عالمِ تحیر میں تھے - جادو کا کارخانہ معلوم ہوتا تھا - یہ کام بہت عمدہ ہوا اور اِسکا اثر سارے شہر کے آدمیوں پر ہوا اِسکے بعد یہ سڑکوں - پُلوں - پن چکیوں کی تعمیر میں مصروف ہوا اور غیر آباد زمینوں کو آباد کرنے لگا -

اِس نے کھیتوں کے درست کرنے کا بہت ہی عمدہ طریقہ جاری کیا اور رعایا پر بہت رعایت کی تا کہ اُن کی ہمت بڑھے - غرض تھوڑے ہی عرصہ میں تھرسو جو ایک نہایت گمنام شہر تھا اِس کی کوششوں سے فلاحت اور ہر قسم کی ترقیوں میں دوسرے شہروں کے لئے نمونہ ہو گیا - تھرسو میں ڈاک پہلے ہفتہ وار آیا کرتی تھی اِسنے کہا کہ جبتک یہاں کی ڈاک روزانہ نہ ہو جائیگی تب تک مجھے چین نہ آئیگا اِسکے اس قصد پر سب قہقہے مارتے تھے اور گویا یہ مثل ہو گئی تھی کہ جب لوگ کسی کام کو غیر ممکن سمجھتے تو آپس میں ملنے سے کہتے کہ ہاں بیشک یہ کام اُسدن ہو گا جبکہ سر جان کی ڈاک روزانہ جاری ہو جائیگی لیکن خدا کے فضل سے اِسکے کل ارادے پورے ہوئے اور روزانہ کی ڈاک جاری ہو ہی گئی -

اُس زمانہ میں انگلستان کی اُون کی تجارت بہت خراب تھی اس نے اپنی توجہ اسکی طرف مائل کی اور ایک سوسائٹی قایم کی اور اپنے روپیہ سے بھی آٹھ سو بھیڑیں غیر ملکوں سے منگوائیں آخر چند ہی برس میں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ غیر ملکوں کی تین لاکھ بھیڑیں اسکاٹ لینڈ میں پھیل گئیں - اِس سے چراگاہوں کی مالگذاری بھی بڑھ گئی - اور اسکاٹ لینڈ کی زمینداری

کا زنگ بھی بدل گیا۔

سر جان تیس برس تک پارلیمنٹ کا ممبر رہا اور رفاہ عام کے بہت سے کام کئے اور برابر ایسے ہی کاموں کا ممد و معاون رہا۔ ایک مرتبہ پٹ صاحب وزیر اعظم انگلستان نے خود ان سے کہا کہ اگر کسی امر میں آپ مجھ سے مدد چاہتے ہوں تو میں بخوشی مدد کرنیکو مستعد ہوں۔ اگر کوئی دوسرا ہوتا تو اسکو اپنی ذاتی ترقی کا عمدہ موقع سمجھتا لیکن اُنہوں نے یہی جواب دیا کہ مجھے اپنے لئے کچھ ضرورت نہیں ہے ہاں اگر فلاحت کا ایک قومی سررشتہ قائم کیا جائے تو مجھ پر بڑا احسان ہو اُرتھر ینگ صاحب جو اُسوقت وہاں موجود تھے طنز سے کہنے لگے کہ ایسا سررشتہ اِس دنیا میں تو نہیں ہونیکا ہاں چاند میں البتہ ہو سکتا ہے[1]۔ لیکن سر جان اپنے ارادہ پر برابر قائم رہا اور پارلیمنٹ کے بہت سے ممبروں کو اپنی طرف کرلیا اور واقعی وہ سررشتہ قائم ہی کر چھوڑا اور خود اس سررشتہ کا افسر اعلےٰ مقرر ہوا۔ اِس سررشتہ کا کیا اثر ہوا اِس کے بیان کی ضرورت نہیں۔ سارے قلمرو برطانیہ کی کیفیت ہی بدل گئی لاکھوں بیگھہ زمین جو محض ویران اور غیر آباد تھی آباد ہوگئی۔ اِس نے اُن کارخانوں کی بھی جو مچھلیوں کے شکار کے لئے تھے بڑی مدد کی۔ چنانچہ تھرسو اور وک شہر میں جو ایک بھاری کارخانہ جاری ہوا تھا وہ اِنہیں کی کوششوں کا نتیجہ تھا۔ وِک کے کارخانہ نے اِسقدر رونق پکڑی کہ سارے

[1] یورپ کے عالموں کے نزدیک چاند سورج بلکہ ہر ستارہ اس دنیا کی طرح ایک جدا دنیا ہے بعض کی رائے ہے کہ وہ اِسیطرح آباد بھی ہے۔

جہان میں اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا۔ جس کام میں مصروف ہوتا اُس میں ہمہ تن مصروف ہو جاتا اور سُست اور کاہلوں کو محنتی اور کام کا آدمی بنا دیتا تھا۔ جنکے دلوں کی امیدیں اور خواہشیں مردہ ہو گئی تھیں اُن کو دلاسا دیتا اور اُن کے ساتھ مل کر خود کام کرتا تھا۔ جب فرانس والوں نے انگلستان پر حملہ کرنا چاہا تو اُس نے وزیر اعظم سے کہا کہ میں خود فوج تیار کر کے سرکار کی مدد کروں گا۔ چنانچہ اُس نے اپنی سعی و کوشش سے ہزار سپاہیوں کی ایک فوج تیار کی۔ یہ فوج ایسی عمدہ تھی کہ سارے انگلستان میں اپنا مثل نہ رکھتی تھی یہ جس وقت شہر ابرڈین میں اپنی فوج کو قواعد سکھلاتا تھا اُس وقت مندرجہ ذیل خدمتیں بھی اسی سے متعلق تھیں۔

اسکاٹلینڈ کے بنک کی ڈائرکٹری۔ اُون کی سوسائٹی کی صدارت۔ وِک شہر کی افسری۔ مچھلیوں کی کمیٹی کی ڈائرکٹری۔ صیغۂ مالگزاری کی کمشنری پارلیمنٹ کی ممبری۔ صیغۂ فلاحت کی صدارت۔ حیرت کی بات تو یہ ہے کہ جن دنوں یہ اِسقدر کارخانوں کی نگرانی اور انتظام میں مصروف تھا اُس زمانہ میں اسکو کتابوں کی تصنیف کی بھی مہلت ملتی تھی اور کتابیں بھی کیسی؟ جن سے انسان فخر اور عزت حاصل کر سکے۔ جب امریکہ کے ایلچی نے مسٹر کوک[1] سے دریافت کیا کہ علم فلاحت میں کون سی کتاب عمدہ ہے؟ تو اُنہوں نے یہی کہا کہ اِسکا جواب سر جان بخوبی دے سکتے ہیں کیونکہ اسوقت سارے انگلستان میں اِس علم میں یہ اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ پھر جب

[1] کوک انگلستان کا مشہور سیاح تھا ۱۷۲۸ء میں پیدا ہوا اور ۱۷۷۹ء میں مر گیا۔

اس شخص نے مسٹر وینس ٹالرہٹ سے سوال کیا کہ انگریزوں کے تمدن کے اصول اور سرکاری خزانہ کے بارے میں کون سی عمدہ کتاب ہے ؟ تو اُنھوں نے بھی یہی جواب دیا کہ سر جان کی کتاب جسکا نام "تواریخ خزانہ سرکاری" ہے بے مثل کتاب ہے۔ انھوں نے ایک اتنا بڑا کام کیا جسے سُنکر ہر شخص کو تعجب اور حیرت ہوتی ہے یعنی اکیس جلدوں میں سارے اسکاٹ لینڈ کے حالات جن میں ہر امیر و غریب کا حال مندرج ہے تیار کیا۔ اس سے پہلے ایسی عمدہ کتاب کسی ملک اور کسی زمانہ میں نہ لکھی گئی تھی۔ آٹھ برس ہیں اس کتاب کے بارے میں جتنے خطوط انکے پاس آئے اور جو اُنھوں نے بھیجے اُنکی تعداد بیس ہزار سے زیادہ تھی۔ یہ سارا کام وہ محض دوسروں کے نفع کے لئے کرتے تھے کسی قسم کی ذاتی منفعت مدنظر نہ تھی۔

اسکاٹ لینڈ کے حالات کی اشاعت سے ملک کو بہت فائدہ پہونچا ظلم و تعدی کی بہت سی رسمیں اُٹھ گئیں۔ بہت سے اسکول ماسٹروں اور پادریوں کی تنخواہیں بڑھ گئیں۔ اس کام کے بعد انھوں نے چاہا کہ انگلستان کے لئے بھی ایک ایسی ہی کتاب تیار کی جائے لیکن انگلستان کے لاٹ پادری نے مزاحمت کی۔

جس وقت ۱۷۹۳ء میں جنگ کی وجہ سے بہت سے کوٹھی والوں کا دیوالہ نکل گیا اور جن شہروں میں تجارت کے کارخانے تھے۔ اُن کی حالت بہت ردی ہو گئی تو اُن دنوں اُنھوں نے ایسی مستعدی ظاہر کی جو کہ ہمیشہ زمانہ کو یاد رہے گی۔ تجارت کے کارخانوں کے بند ہو جانے سے شہر مین چسٹر اور

گلاسکو کے سب بڑے بڑے کارخانے بٹنے کو تھے - غربا نہایت پریشان
تھے اُس وقت سر جان نے پارلیمنٹ میں یہ بات پیش کی کہ پچاس لاکھ
روپیہ اُن تاجروں کو جو ضمانت دیں تقاوی کے طور پر قرض دیئے جائیں
پارلیمنٹ نے یہ بات منظور کر لی اور اس کی کارروائی کے لئے حسب درخواست
سر جان کارکن بھی مقرر ہو گئے - پارلیمنٹ میں یہ بات رات کے وقت منظور
کی گئی تھی اُس کی صبح کو سر جان نے یہ خیال کیا کہ سرکاری کاموں میں دیر ہوتی
ہی ہے ضرور اس کام میں بھی وقفہ ہوگا یہ سوچکر خود مہاجنوں کے ہاں گئے
اور اپنی ضمانت پر سات لاکھ روپے قرض لئے اور جن تاجروں کو اسکی
شدید ضرورت تھی اُنکے پاس فوراً بھیجدیئے اسکے بعد جب انگلستان کے
وزیر اعظم نے سر جان سے ملاقات کی تو کہنے لگا کہ مجھے نہایت افسوس ہے
کہ وہ روپے جلد فراہم نہیں ہو سکتے - انہوں نے جواب دیا کہ روپیہ تو کل روانہ
ہو چکے یہ جواب سُنکر وزیر اعظم کے چھکے چھوٹ گئے - سر جان خود لکھتے
ہیں کہ یہ جواب سُنکر پٹ صاحب ایسے متحیر ہوئے جیسے کسی نے اُن پر
گولی چلائی ہو - یہ شخص مرتے دم تک عمدہ اور نیک کاموں میں
ہی مصروف رہا اور اپنے ہموطنوں کے لئے ایک عمدہ نمونہ بن گیا - اسے
اپنے عزیز و اقارب کی تعلیم کیطرف سے بھی غفلت نہ تھی - یہ لکھتا ہے کہ
اسّی برس کے سن میں میرے سات لڑکے جوان ہو گئے اور الحمد للہ کہ انمیں کوئی
بھی ایسا نہیں ہے جسنے قرض لیا ہو یا جسنے کوئی ایسا ناشائستہ فعل کیا ہو جسکے
لئے مجھے افسوس کرنا پڑے (خدا ہمارے ملک میں بھی ایسے ہی نیک آدمیوں کو پیدا کرے) +

باب (۸)

نیک چلنی

یاد داری کہ وقتِ زادنِ تو — ہمہ خنداں بُدند و تو گریاں
پس چناں زی کہ وقتِ مُردنِ تو — ہمہ گریاں شوند و تو خنداں

وہ شے جو ملک کی حالت کو اعلیٰ بناتی ہے۔ جس سے ملک کو تقویت اور فخر حاصل ہوتا ہے جو ملک کی حالت کو پھیلاتی ہے جو قومی نیکی کے اثر کو قوی بناتی ہے جس سے ملک معزز اور حکمرانی کے قابل ہوتا ہے جس کی وجہ سے لاکھوں سرنگون ہوتے ہیں جو غیر قوموں کے غرور کو توڑ ڈالتی ہے جو غیر قوموں کو محکوم بنانے کا آلہ ہے۔ جو بڑائی اور بزرگی کا چشمہ ہے جو سچا تاج و تخت ہے وہ شئے فی الحقیقت ایک قسم کی شرافت ہے مگر نہ وضعداری یا حسب و نسب کی بلکہ نیک چلنی کی (ڈاٹمس)

نیک چلنی ہی زندگی کا فخر و تاج ہے۔ انسان کی مقبوضہ چیزوں میں یہ سب سے اعلیٰ رتبہ رکھتی ہے یہ انسان کے دلوں پر حکمرانی کرتی ہے اسلئے یہ ایک ایسی جائیداد ہے کہ جسنے اسپر قبضہ کر لیا گویا اُسنے ایک قسم کی حکومت

حاصل کرلی۔ اس سے ہر حالتوں کو بزرگی اور سوسائیٹی کے ہر درجوں کو سربلندی ہے۔ اسکا زور و اختیار دولت سے بڑھکر ہے جو باتیں دولت سے حاصل ہوتی ہیں وہ سب اس سے فراہم ہو جاتی ہیں۔ صرف اتنا فرق ہے کہ دولت کی طرح اسپر کوئی حسد نہیں کرتا اسمیں وہ طاقت و زور ہے جو ہمیشہ اپنا اثر پیدا کرتا رہتا ہے اسلئے کہ یہ دل کی سچی عزت۔ کھراپن اور استقلال کا نتیجہ ہے اور یہ ایسی صفتیں ہیں کہ انسان عموماً ان کی تعظیم و توقیر کرتا ہے اور ان پر اعتماد رکھتا ہے۔

نیک چلنی فطرت کی ایک پاکیزہ صورت کا نام ہے یا یوں کہو کہ کل اخلاقی صفات کا بعنوان شائستہ ایک شخص میں مجتمع ہونا بس اسی کا نام نیک چلنی ہے۔

نیک چلن آدمی سوسائیٹی کے صرف کانشنس (نورِ ایمان) ہی نہیں بلکہ ہر شائستہ ملک کے لئے تحریک دینے والے قوی بھی ہیں کیونکہ حقیقت میں قوائے اخلاقی ہی دُنیا پر حکمرانی کرتے ہیں۔ نیپولین[1] کا قول ہے کہ جنگ میں بھی قوائے بہیمیہ پر قوائے ملکیہ کا زور و اختیار ویسا ہی رہتا ہے جیسے دس کا زور ایک پر۔

قوت۔ محنت اور قومی تہذیب بھی اُسی ذاتی چال چلن پر منحصر ہے۔ اور کل عدالتیں اسی پر مبنی ہیں۔ قانون و سررشتے بھی اسی کی شاخیں ہیں۔ نیچر کے ترازو ہیں۔ ہر شخص ہر فرقہ ہر قوم اتنا ہی پاتی ہے جتنا پانے

---

[1] نیپولین دیکھو صفحہ ۳۰

کی وہ مستحق ہے جسطرح نتیجہ سبب پر دلالت کرتا ہے اسیطرح قومی حالت اُسکے چال چلن پر دلالت کرتی ہے۔

گو انسان علمی لیاقت پوری نرکھتا ہو اور دولت بھی کم ہو لیکن چال چلن اُسکا اگر عُمدہ اور شایستہ ہے تو اُسکی قدر و منزلت ہمیشہ بڑھتی رہیگی۔ وہ پارلیمنٹ میں ہو یا بنک گھر میں ہو۔ دوکان میں ہو یا بازار میں۔

کیننگ[۱] نے ۱۸۰۱ء میں اپنے ایک دوست کو کیا خوب خط لکھا تھا۔ جسکے یہ چند جملے میں نقل کرتا ہوں "میں نیک چلنی کی راہ سے ایک وسیع اور اعلی درجہ کی قوت اور اختیار تک پہونچوں گا اور میں ہرگز کسی دوسری راہ پر نہ چلوں گا۔ ہر چند میری چال اس راہ میں بہت تیز نہیں ہے لیکن مجھے کامل یقین ہے کہ جس منزل کو میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں اُس کی سیدھی اور اصلی راہ یہی ہے"۔ ذہن والوں کی ہم صرف تعریف ہی کر سکتے ہیں اور یہیں تک بس ہے لیکن بھروسا اور اعتماد کرنے کے لئے کچھ اور چیز بھی درکار ہے لارڈ رسل[۲] لکھتا ہے کہ انگلستان کے متخاصمین کا ہمیشہ سے یہ دستور رہا ہے کہ ذہین صرف رائے لیتے ہیں اور نیک چلن کی رائے پر چلتے ہیں۔ نیک چلنی کے اس قوی اثر کو فرانسس ھارنر[۳] کی سوانح عمری بہت خوبی سے ثابت کرتی ہے۔ یہی وہ شخص ہے جس کی نسبت سڈنی اسمتھ[۴]

---

[۱] کیننگ ہندوستان کا نامی اور مشہور گورنر جنرل تھا ایام بغاوت میں یہ ہندوستان میں تھا۔ ۱۸۱۲ء میں پیدا ہوا تھا اور ۱۸۶۲ء میں مرگیا۔

[۲] رسل دیکھو صفحہ ۱۹ [۳] فرانسس ہارنر دیکھو صفحہ ۹۲ [۴] دیکھو صفحہ ۱۵۱۔

لکھتا ہے کہ وہ دس احکام جو حضرت موسی علیہ السلام پر نازل ہوئے تھے - اُس کی پر نور پیشانی پر نقش تھے - اڑتیس برس کے سن میں یہ مرگیا اور اسی اڑتیس برس میں اسی نیک چلنی کی وجہ سے سب پر اُسکا اختیار اپنے گنبے کے آدمیوں سے بڑہکر تھا - سب اُس کے مداح تھے - سب کو اُس سے محبت تھی سب کو اُسپر اعتماد تھا - اور اُس کے مرنے پر سوائے اُن چند آدمیوں کے جو بالکل تنگ ظرف اور محض کمینہ تھے ہر شخص کو اُسکا غم تھا پارلیمنٹ نے کبھی کسی ممبر کی وفات پر اس قدر تاسف ظاہر نہ کیا تھا جسقدر اس ممبر کی وفات پر -

میں ہر نوجوان سے پوچھتا ہوں کہ یہ عزت اُس نے کیوں کر حاصل کی تھی کیا کسی رُتبہ اور درجہ سے ؟ نہیں وہ تو ایک ادنیٰ تاجر کا لڑکا تھا - کیا دولت سے ؟ نہیں - وہ اور اُس کے رشتہ دار کوئی خرچ ضروری سے ایک حبہ بھی فاضل نہیں رکھتے تھے - کیا کسی آفس اور نوکری کے ذریعہ سے ؟ نہیں - اپنی تمام زندگی میں اُسنے ایک نوکری کی تھی اور وہ بھی چند دلوں کے لئے - اور بہت ہی کم رتبہ اور کم درجہ کی - کیا ذہانت سے ؟ وہ ذہین بھی نہ تھا - کیا فصاحت و بلاغت سے ؟ وہ ایسا فصیح و بلیغ بھی نہ تھا ہاں البتہ صاف گو اور حق گو تھا - پھر کس وجہ سے وہ ایسا سر بلند ہوا ؟ صرف تمیز محنت عمدہ اصول پر مستقل ہونے اور اچھا دل رکھنے سے - کیا ان صفات کے حاصل کرنے سے کوئی بھلا چنگا نوجوان مایوس ہو سکتا ہے ؟ ہرگز نہیں بیشک صرف اسی نیک چلنی کی قوت نے اُسے ممتاز و معزز بنایا تھا اور

یہ اُسکی صفات خلقی اور ذہنی نہ تھے بلکہ کبھی تھے اُس سے بڑھکر ذہین اور لایق ممبر ہاوس اوف کامنس میں تھے لیکن کوئی اُس سے اِن صفات حسنہ میں بڑھکر نہ تھا۔ بیشک ہارنر صرف اِس بات کے ثابت کرنے کے لئے پیدا ہوا تھا کہ متوسط لیاقت بھی نیک چلنی کی بدولت کیا کر سکتی ہے۔

فرنیکلن؎ لکھتا ہے کہ مینے جو ترقی حاصل کی تھی وہ لیاقت سے نہیں کی بلکہ صرف کھرا پن اور سچائی سے۔ ہر چند میں بولنے میں رُکتا تھا اور خاطر خواہ نہیں بول سکتا تھا لیکن پھر بھی میرے ہموطنوں کے دلوں میں میری اتنی جگہ تھی کہ میری بات چل ہی جاتی تھی اور میرا مقصد پورا ہو ہی جاتا تھا۔

جسطرح علم ایک قسم کی طاقت اور زور ہے اسیطرح نیک چلنی کی بھی ایک خاص قوت ہے۔ دماغ بغیر دل کے۔ ذہانت بغیر نیک چلنی کے۔ چالاکی بغیر نیکی کے بیشک ایک طرحکی قوتیں ہیں لیکن صرف نقصان پہونچانیوالی۔ ایسے آدمیونکی باتوں سے ہم صرف خوش ہو سکتے ہیں لیکن اُنکی تعریف کرنی اُسیقدر مشکل ہے جسقدر جیب کترنے والوں اور اُٹھائی گیروں کی۔ سچائی اور کھرا پن جوانانہ چلن کی اصل ہے جسمیں یہ صفتیں پائی جاتی ہیں۔

مستقل مزاج بھی ہے تو وہ ایک ایسا پُر زور اور قوی شخص ہے کہ کوئی اُسے روک ہی نہیں سکتا۔ ایسا آدمی بھلائیوں کے کرنے برائیوں سے رُکنے مصیبت اور تکلیف کے اُٹھانے پر قادر ہوتا ہے۔ جب اسٹیفن گو اُس کے قاتلوں نے گھیر لیا اور پوچھا کہ بتا تیرا وہ قلعہ کہاں ہے؟ تو اُس نے

؎ فرنیکلن دیکھو صفحہ ۱۴۳

اپنے دل پر ہاتھ رکھکر کہا کہ یہاں ہے - ایسے موقع میں کھرے آدمیوں کے صفات حقیقت میں چمک اُٹھتے ہیں اور جب اُسکی کُل صفتیں اُسے بیکار نظر آتی ہیں تو آخر کو اُسکا سہارا اپنی سچائی اور دلیری پر ہوتا ہے -

لارڈ اِرسکائن[۵] کا یہ قول اِس قابل ہے کہ اسکو ہر شخص اپنے لوحِ دل پر نقش کرے - وہ کہتا ہے "جوانی میں میرا دستور تھا کہ جب کسی کام کو شروع کرنا چاہتا تو پہلے کونشنس (نورِ ایمان) سے پوچھ لیتا پھر اُسکے کہنے کے مطابق فوراً اُس میں ہاتھ لگا دیتا اور نتیجہ کو خدا پر چھوڑتا - اِن اصول پر (جو شفیق اور مہربان والدین کے تعلیم کردہ تھے) میں بڑھاپے تک عمل رہا اور ہرگز مجھے اِن کے ذریعہ سے کبھی کسی طرحکا افسوس نہ ہوا - بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ یہی میری ترقی اور حصول دولت کے باعث ہوئے اور اب میں اپنے لڑکوں کو بھی اُنپر عمل رہنے کی ہدایت کرتا ہوں"-

زندگی کے مقاصد میں سب سے اعلےٰ مقصد یہ ہونا چاہیے کہ چال چلن اچھا ہو - اس کے لئے مناسب کوشش کرنے سے حوصلے بلند ہوں گے اور مردانہ خیالات پیدا ہونگے - اصول کی بات ہے کہ مقصد کو ہمیشہ اعلیٰ ہونا چاہیے گو اُسکا انجام پوری طرح دشوار ہو - مسٹر ڈزرائیلی کہتے ہیں "وہ جوان جو اوپر نہیں دیکھتا اُسے پستی کے سوا کچھ دکھائی دے ہی نہیں سکتا - وہ جانور جو اوپر اُڑنا نہیں چاہتا وہ زمین پر رینگنے کے سوا اُڑنا سمجھ ہی نہیں سکتا.

[۵] لارڈ ارسکاین ملک اسکاٹ لینڈ کا ایک مشہور عالم اور ممبر پارلیمنٹ تھا - یہ بہت سے عہدہ اے جلیلہ پر ممتاز رہا - شہر اڈنبرا میں ۱۷۵۰ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۲۳ء میں مرگیا -

اور وہ جوانمرد جو آسمان پر تیر چلانا چاہتا ہے اگر آسمان تک نہیں پہونچا سکا تو عالیشان درخت کے سرے تک تو ضرور پہونچائے گا۔ اسیطرح وہ اشخاص جن کے مقاصد اعلےٰ ہوتے ہیں اگر وہ پوری طرح کامیاب نہیں ہوتے تب بھی اپنی حالت سے بلاشُبہ کچھ ترقی کر سکتے ہیں۔

ہر کام اور ہر لفظ میں صدق و راستی نیک چلنی کی بُنیاد ہے ڈیوک اوف ولنگٹن[۱] نے سر رابرٹ کے بارہ میں ہوس آف لارڈس میں جو کچھ کہا وہ قابلِ یادگار ہے وہ کہتے ہیں کہ میں اور وہ برابر کونسل میں رہے اور آپس میں دوستی بھی رہی لیکن مینے اُن کو ہمیشہ راستباز اور عادل اور قوم کا ترقی خواہ پایا۔ مجھے کبھی ایسا موقع نہ ملا کہ اُن کو کسی جگہ راستی سے ڈگتے دیکھتا اور کبھی اُن کی زبان سے ایسا لفظ نہ نکلا جو حق نہ ہو اُنکا اقبال اور اُن کی ساری ترقیاں اسی وجہ سے تھیں۔

جھوٹ اور سچ کا اطلاق جسطرح اقوال پر ہوتا ہے اُسی طرح افعال پر بھی ہو سکتا ہے آدمی کو لازم ہے کہ جیسا وہ اپنے کو ظاہر کرتا ہے حقیقتًا وہ ویسا ہو بھی جائے انسان کو خود اپنی عزت اور غیروں کی عزت کا خیال اِس بات پر بخوبی قایم رکھ سکتا ہے انسان چالاکی سے دھوکا پا بھی سکتا ہے۔ لیکن راستی سے کبھی نہیں ایسے آدمی جن کے افعال و اقوال میں کچھ تعلق یا تطابق نہیں ہوتا کبھی عزت نہیں پا سکتے یہاں تک کہ اگر وہ سچ بھی بولیں تو جھوٹ ہی سمجھا جائیگا۔

---

[۱] ڈیوک اوف ولنگٹن۔ دیکھو صفحہ ۰۶ ۔

نیک چلن انسان کو لازم ہے کہ آفتاب کی طرح ظاہر و باطن۔ گھر باہر ہر جگہ یکساں چمکتا رہے۔ ایک دانشمند لڑکے سے جب لوگوں نے استفسار کیا کہ تو نے وہ شفتالو کیوں نہیں چرائے وہاں تو کوئی بھی دیکھنے والا نہ تھا تو اُس نے کیا خوب جواب دیا کہ میں خود بہت بڑا دیکھنے والا موجود تھا میں ہرگز پسند نہیں کرتا کہ آپ اپنی نظروں میں ذلیل بنوں۔ اِس حکایت میں ضمناً اِس قوت کا بیان بھی ہو گیا ہے جسے کونشنس (نورِ ایمان) کہتے ہیں یہ قوت جب تک زور آور نہیں ہوتی اور چال چلن پر اپنا اثر نہیں ڈالتی رہتی ہے تب تک انسان کا چال چلن محفوظ نہیں رہ سکتا۔ اکثر راستی سے قدم پھسل جاتا ہے اور لالچ میں پڑ کر بلا میں گرفتار ہوتا ہے اور آخر کار اپنی نظروں میں آپ ذلیل و رسوا ہو جاتا ہے گو لوگوں نے اُسے نہ دیکھا اگرچہ دُنیا کے سامنے وہ معزز ہی رہا۔ مجرم ثابت نہ ہو سکا۔ لیکن پھر بھی وہ شخص وہ نہیں رہتا جو پہلے تھا کوئی اور ہی ہو جاتا ہے اُس کے دل کو قرار نہیں رہتا بلکہ کانشنس کی لگاتار چوٹ سے وہ ایسا مجروح اور مخبط ہو جاتا ہے کہ اپنی خبر آپ نہیں لے سکتا بیشک نامحرم مجرم کے لئے یہ سزا خوب ہی مناسب ہے۔ نیک چلنی کو ثابت و برقرار رکھنے والی بس یہی نیک عادتیں ہیں انسان میں عادتوں سے بڑھکر کوئی مادہ تیز قوی نہیں ہے۔ بلکہ خوب دیکھنے سے وہ عادتوں ہی کی ایک گٹھری معلوم ہوتا ہے می ٹیس ٹیسیو[لہ]

لہ می ٹیس ٹیسیو۔ ملک اطالیہ کا مشہور شاعر اور کئی ڈراما کا مصنف تھا شہر روم میں پیدا ہوا اور ۱۷۸۲ء میں مر گیا۔

عادت کا اسقدر قایل تھا کہ اُسکے نزدیک انسان عادت ہی عادت تھا۔ حتے کہ نیکی و بدی کو بھی وہ عادت ہی سمجھتا تھا۔ بٹلر[۵۱] کہتا ہے کہ انسان کو لازم ہے کہ اپنی تعلیم آپ کرے اور لالچ سے ہمیشہ بچتا رہے۔ اگر وہ نیکی کو اپنی عادت بنائے تو نیکی کرنی اُسپر ویسی ہی آسان ہوجائے گی جیسا پہلے بدی کرنی۔ جس طرح برابر ایک قسم کا کام کرنے سے اجسام اُسکے عادی ہوجاتے ہیں اُسی طرح روحانی قوتیں بھی نیکیوں کی مشق سے صفات حمیدہ کی خوگر ہوجاتی ہیں یہاں تک کہ سچائی۔ انصاف اور سخاوت یہ سب بھی بالآخر عادتیں ہوجاتی ہیں اور ان کا عادی بُرائیوں سے خود متنفر ہونے لگتا ہے جس طرح تقوی کے عادی کو شراب خوری سے خود بخود نفرت ہوجاتی ہے اور دوربین اور مآل اندیش کو عیاشی و فضول خرچی سے خود ہی عداوت ہوجاتی ہے اسلئے بُری عادتوں سے بچنے کے لئے صرف اچھی عادتوں کا حاصل کرنا ہی کافی ہے لیکن پھر بھی انسان کو اپنی غلطیوں پر کامل نظر رکھنی ضرور ہے ورنہ جہاں ایک غلطی ہوئی پھر دوسری غلطیوں پر جرأت ہوجاتی ہے۔ ایک صاحب کا قول ہے کہ عادتیں موتی کی مالا کی طرح ہیں کہ جہاں لڑی کھلی اور سب بکھر گئے۔

عادتیں جب راسخ ہوجاتی ہیں تو بے قصد خود بخود ظہور میں آنے لگتی ہیں اور اُن کی ترقی اور قوت کا تب ہی امتیاز ہوتا ہے جب اُن کے خلاف

۵۱ بٹلر انگلستان کا مشہور پادری تھا اسکی چند تصانیف نہایت قدر کے قابل ہیں ۱۶۹۲ء میں پیدا ہوا اور ۱۷۵۲ء میں مرگیا۔

میں کوشش کی جاتی ہے۔

اپنی تعلیم آپ کرنی اپنے کو محنتی بنانا۔ صادق القول ہونا یہ سب خیالات اور عقائد ہی نہیں بلکہ عادتیں ہیں۔ بیشک ہمکو اللہ نے آزادی دی ہے لیکن وہ آزادی رفتہ رفتہ انہیں عادتوں کے ہاتھ کسی قدر بک جاتی ہے اور جس زنجیر میں ہم اپنے کو باندھتے ہیں اُس میں بندھ جاتے ہیں اور پھر قسمت کی طرح اُس سے چھٹکارا محال ہوتا ہے۔

لڑکوں کو لڑکپن ہی میں نیک چلنی کا عادی بنانا اِسقدر مفید ہے کہ اُسکا بیان مشکل ہے کیونکہ لڑکپن میں جو عادت پڑی سو پڑی۔ پھر وہ اُن کے دم کے ساتھ ہے اُن کی راسخ عادتوں کو چھوڑانا ویسا ہی ہے جیسے روغن سے چکنائی یا روشنائی سے سیاہی۔ ایک چھوٹے سے درخت پر اگر دو حرف کھود ڈالو تو وہ حرف اُس درخت کی بقا تک اُسکے ساتھ ہیں جوں جوں وہ درخت بڑھتا پھیلتا جائیگا وہ دونوں حرف بھی بڑھتے اور پھیلتے جائیں گے لارڈ کولنگ وڈ[1] نے ایک نوجوان سے کہا کہ بیس پچیس برس کے سن کے قبل تم ایسا چلن سیکھ لو جو زندگی بھر تمہارے کام آوے کیونکہ پھر سیکھی ہوئی چیز کا بھلا دینا دشوار ہے ایک یونانی گانے والے کا کیا خوب اور واجب قاعدہ تھا کہ جو دوسرے اُستادوں سے گانا سیکھ کر اُس کے پاس شاگرد بننے کو جاتے۔ اُن سے وہ دونی فیس لیتا تھا کیونکہ اُس کو اُن کی تعلیم میں دونی محنت پڑتی تھی۔

[1] لارڈ کولنگ وڈ انگلستان کا نامی اور دلیر جرنیل تھا ۱۷۴۸ء میں پیدا ہوا۔ اور ۱۸۱۰ء میں مرگیا۔

ایک اِنکو سکھانا اور دوسرے اُنکے پہلے سیکھے ہوئے کو بھلانا حقیقت میں بُری عادتوں کی بیخکنی ذات اُکھیڑنے سے بھی زیادہ مشکل اور تکلیف دہ ہے ہمیشہ انسان کو اِس بات پر لحاظ رکھنا چاہیے کہ جہانتک ہو اچھی عادتیں حاصل ہوں اور بُری عادتیں پاس نہ پھٹکنے پائیں۔

عادتوں کو کہاں تک دخل ہے اِسکی انتہا کچھ سمجھ میں نہیں آتی یہاں تک کہ خوشی اور راحت بھی ایک طرح کی عادت ہی معلوم ہوتی ہے۔ بعض شخصوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ ہمیشہ ہر چیزوں کی چمکیلی ہی طرف کو دیکھتے ہیں جانسن نے اِسی لیے لکھا ہے کہ صرف اچھی ہی طرف نگاہ رکھنی ہزار روپیہ کے وظیفہ سے بہتر ہے ہم میں ایسی قوت موجود ہے کہ اُنھی باتوں کا خیال کریں جن سے روح کو مسرت حاصل ہو اور اُن چیزوں کے خیال سے دل کو روکیں جن سے نہ ترقی ملتی ہے نہ خوشی۔ بلکہ انسان بے فائدہ بھی اُن سے مغموم اور افسردہ بنجاتا ہے۔ نوجوان کا بشاش رہنا دوسری طرح لیاقتوں بلکہ تحصیل علم سے بھی کہیں بڑھکر ہے۔

جس طرح مکان کے چھوٹے چھوٹے سوراخوں سے بھی ہم دن کو دیکھ سکتے ہیں۔ اُسی طرح چھوٹی چھوٹی باتوں سے بھی انسان کا چال چلن معلوم ہو جا سکتا ہے۔ ہم نیک چلن ہیں یا نہیں۔ اِس کے دریافت کی بہت ہی صحیح ترکیب یہ ہے کہ ہم غور کریں کہ ہم دوسروں کے ساتھ کس طرح پیش آتے ہیں۔

اعلےٰ۔ ادنیٰ ادھ بھابر والوں سے بعنوان شائستہ ملنا۔ بہ سلوک

پیش آنا۔ انسان کے دل کو بالطبع خوش کرتا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ انسان
مفلس ہو اور دولتمندوں کی سی خیرات نہ کر سکتا ہو لیکن اگر وہ چاہے تو
یہ اخلاق بہت آسانی سے حاصل کر سکتا ہے۔ عمدہ اخلاق کا پرتو سوسائیٹی
پر ویسا ہی پڑنا چاہئے جیسا شمع کا بزم پر جو اُس کے سامنے آتا ہے وہ آپ سے
آپ منور ہو جاتا ہے ویسا ہی اسکو بھی ہر دل میں اِس طرح سے راہ کرنی چاہئے
کہ کسی کو خبر بھی نہو۔ انسان ادنی ادنی باتوں سے دلوں کو خوش کر سکتا ہے
ایک لیڈی صاحبہ لکھتی ہیں کہ میں نے ایکبار ایک غریب لڑکی کو شفقت کی
نگاہ سے دیکھا تھا اُسکا اثر اُس لڑکی پر ایسا ہوا کہ خوشی کے مارے اُسکی آنکھوں
میں آنسو ڈبڈبا آئے۔ کیا کسی کو ایسے اخلاق کا روزانہ موقع نہیں ملتا؟ لیکن
افسوس ایسے موقع کو ہم خود کھو بیٹھتے ہیں اور یہ نہیں دیکھتے کہ اخلاق میں
کچھ خرچ بھی نہیں ہوتا اور اس سے ہر چیز خریدی جا سکتی ہے بیشک ۶
اخلاق سب سے رکھنا تسخیر ہے تو یہ ہے۔ سب سے سستی اور بیش بہا
چیز اگر ہے تو یہی مہربانی ہے۔ بڑے سے بڑے کام کو بھی اگر انسان نے
بجبر یا احسان رکھ کر کیا تو کیا وہ قابل شکر ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ افسوس
کی بات ہے کہ دنیا میں ایسے آدمی بھی ہیں جنہیں اپنی ترش روئی پر ناز ہے
ایسے آدمی اگرچہ فطرتی نیک بھی ہوں لیکن لوگوں کو اُن سے نباہنا مشکل
پڑ جاتا ہے۔ ایسے آدمی کو (جو ہمیشہ دل شکن باتیں کرنے کے عادی ہیں اور
اسکی کچھ پروا ہی نہیں کرتے) کوئی شخص دل سے نہیں چاہ سکتا۔ اولیا کا
تو ذکر نہیں۔ اُن سے ہو تو ہو۔ یہ اُن کی کرامت ہے لیکن عام خلایق سے تو

نہیں ہو سکتا۔ بعض خدا کے بندے ایسے بھی ہیں جو بہت زیادہ اخلاق
رکھتے ہیں اور وقتاً فوقتاً اپنے وفور نوازش کے اظہار سے لوگوں کو سرفراز
کیا کرتے ہیں لیکن یہ بھی حد سے گزرنا ہے خیر الامور اوسط ھا
(اعتدال سب سے عمدہ ہے) بہتیرے پورے محنتی اور دیانت دار تھے
لیکن پھر بھی ترقی نہ کر سکے۔ اگر اس کی وجہ دریافت کی جائے تو عموماً یہی
معلوم ہوگا کہ بدمزاج تھے۔

دوسروں کے خیالات اور رایوں کی قدر کرنی یہ بھی عمدہ اخلاق میں
سے ہے۔ بعض جہان دوسروں کی رائے اپنی رائے سے الگ پاتے
ہیں فوراً ناراض ہو جاتے ہیں اور نا ملائم الفاظ اُن کی زبان سے نکلنے لگتے
ہیں حالانکہ اختلاف رائے انسان کے مختلف الطبائع ہونے کا لازمی نتیجہ
ہے پھر مجرد اختلاف رائے سے رنجیدہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی صاحب
اخلاق اور نیکدل کچھ اعلےٰ درجہ کے آدمیوں ہی میں نہیں ہوتے بلکہ بہت
ہی غریب آدمی بھی اس صفت سے موصوف ہو سکتا ہے چارلس ولیم
اور گرینٹ باشندگان شہر اِن ورنس واقع اسکاٹ لینڈ کا قصہ یاد رکھنے
کے قابل ہے۔ یہ باپ اور بیٹا دونوں مفلس کاشتکار تھے۔ تھوڑی سی زمین
جو ان کے پاس تھی دریا کی طغیانی سے سب غارت ہوگئی اور اُن کا سارا مال و
متاع بھی اُسی دریا میں تباہ ہو گیا۔ بہت ہی پریشان حال نوکری کی تلاش
میں نکلے لنکا شائر کے قریب پہونچکر ایک پہاڑی کی چوٹی پر چڑھ گئے اور
چاروں طرف کی فضا دیکھنے لگے پھر دل میں سوچا کہ کدھر چلیں؟ آخر

رائے یہ ٹھہری کہ ایک لکڑی پھینکو جدھر وہ گرے اُسی طرف چلو۔ غرض
جس جانب وہ لکڑی گری اُسی طرف دونوں چلے۔ وہاں سے کچھ دور رام
بُوتھن نام ایک دیہات تھا وہاں پہونچے اور ایک چھاپہ خانہ میں نوکر ہو گئے
اِس کام کو اُنھوں نے ایسی دیانت اور محنت سے کیا کہ مالکِ مطبع دل و
جان سے راضی اور اِن کا مداح ہو گیا۔ پھر یہ برابر ترقی کرتے رہے آخر
بہت مالدار ہو گئے۔ اِن دونوں نے اپنے روپے سے سیکڑوں اسکول
اور گرجے تعمیر کرائے اور ہر طرح سے انسان کی بہی خواہی پر آمادہ رہے
اُنھوں نے اُس پہاڑ پر جہاں وہ لکڑی گری تھی ایک عالی شان عمارت اپنی
یادگار بنوائی۔ ایک تاجر نے جو اپنی کم ظرفی سے اِن کی ترقیوں کو دیکھ
نہیں سکتا تھا۔ حسد سے اِن کی مذمت میں ایک رسالہ چھپوایا۔ جب وہ
رسالہ گرینٹ کی نظروں میں گذرا تو اُنھوں نے اُسکو دیکھ کر اتنا ہی کہا کہ لکھنے
والا آخر ایک دن پچھتائیگا۔ جب یہ خبر اُس تاجر نے سُنی تو بولا کہ ہاں گرینٹ کو اپنی
امارت کا غرور ہے وہ سمجھتے ہیں کہ میں اُن کا ایک دن قرضدار ہونگا تب
وہ مجھ سے اِسکا بدلہ لینگے لیکن میں ہرگز اُنھیں ایسا موقع ہی نہ دونگا۔ اتفاق
ایسا ہوا کہ اِس تاجر کا دیوالہ نکل گیا اور پھر کارخانہ پھیلانے کے لئے اُسکو ایک
سرٹیفکٹ لینے کی ضرورت پڑی۔ حسنِ اتفاق سے اُس وقت گرینٹ کے
سوا کوئی اعلے درجہ کا تاجر وہاں نہ تھا جسکی سرٹیفکیٹ کارآمد ہوتی لیکن اُسے
گرینٹ کے یہاں جانے میں تو شرم آتی تھی آخرش جب اُسکے رشتہ داروں
نے اُسے مجبور کیا تب اُسنے گرینٹ کے ہاں جاکر اپنا سارا قصہ بیان کیا اور

سارٹیفکٹ مانگی گرینٹ نے پوچھا "کیوں بھائی تم نے ہی وہ رسالہ چھپوایا تھا؟" اس سوال کے سنتے ہی اُس کے چہرے کا رنگ فق ہوگیا۔ اور سمجھا کہ اب یہ میرے کُل کاغذ جو اس کے سامنے رکھے ہیں آگ میں ڈال دیئے جائیں گے لیکن گرینٹ نے کہا میرا یہ دستور ہے کہ دیانتدار تاجر کی سرٹیفکٹ پر ضرور دستخط کرتا ہوں اور چونکہ تم دیانتدار ہو اِسلئے تمہارے سرٹیفکٹ پر بھی ضرور دستخط کروں گا۔ لاؤ سرٹیفکٹ لاؤ۔ مجھے سخت افسوس ہے کہ میری پیشین گوئی تمہارے حق میں کیا راست آئی۔ بھائی میرے اُس کہنے کا یہ مطلب نہ تھا کہ میں تمہارے روز بد کا خواہاں تھا بلکہ اُس سے میری یہ مراد تھی کہ ایک دن تم ضرور جان لوگے کہ میں کیسا ہوں اور اسوقت تمکو اپنے اُس فعل پر ندامت ہوگی۔ اِن باتوں کو سُنکر تاجر آنکھوں میں آنسو بھر لایا۔ گرینٹ نے پوچھا آجکل کاروبار کا کیا حال ہے؟ تاجر نے کہا قرض خواہوں کو سب چُکا کر اب میرے پاس خرچ ضروری کے لیئے بھی کچھ نہیں ہے۔ سرٹیفکٹ ملنے پر پھر کارخانہ شروع کروں گا"۔ گرینٹ نے کہا ارے ہے تب تو آجکل تمہارے متعلقین پر بڑی تکلیف ہوگی۔ میری طرف سے اُنہیں یہ سو روپے دینا اور یہ کہنا کہ اِسے قبول کریں۔ آیندہ اللہ مددگار ہے۔ جب یہ تاجر وہاں سے چلا تو اُسکی یہ کیفیت تھی کہ بچوں کی طرح سے روتا جاتا تھا۔

جنٹل مین (شریف آدمی) وہ ہے جسکی طبیعت عالی ہے۔ جنٹل مین وہ ہے جو مصیبت اور افلاس میں بھی جنٹلمین ہی رہے نہ گر بہ پستی ہر کسی پست نہ گردی مردی۔ جنٹلمین وہ ہے جو کھرا اور نیک ہے اور ہمیشہ سچ

بولتا ہے۔ اُسکو ہمیشہ اپنی عزت کا خیال رہتا ہے۔ اپنے کانشنس (نور ایمان) کی ہدایتوں پر چلتا ہے جیسی وہ اپنی قدر کرتا ہے ویسی ہی دوسروں کی عزت کا بھی اُسے خیال ہے۔ جمیع انسان اُسکی نظروں میں قابل تعظیم و تکریم معلوم ہوتے ہیں اُس سے کوئی کمینہ کام ہو نہیں سکتا سچائی اُسکا قانون ہے جب وہ کہتا ہے ہاں تو وہی ہاں اُسکا قانون ہے اور جب کہتا ہے نہیں تو وہی نہیں اوسکا قانون ہے وہ اِسکے خلاف نہیں کرسکتا۔ ایسے آدمی کو کوئی رشوت بھی نہیں دے سکتا ڈیوک[۱] آف ولنگٹن جب اسائی کی لڑائی میں فتحیاب ہوا تو ایک دن ریاست حیدرآباد کا وزیر اعظم اُسکے پاس آکر کہنے لگا کہ جو صلح نظام اور مرہٹوں میں ہوئی ہے اُس میں کون کون ملک نظام کو دینے کے لئے تجویز کیے گئے ہیں؟ اگر آپ مہربانی فرماکر ان امور سے مجھے مطلع فرماویں تو دس لاکھ روپے آپ کی نذر ہیں ڈیوک اس بات کو سُنکر کئی منٹ تک اُس وزیر کی طرف دیکھتا رہا۔ اور بولا کہ اگر کوئی پوشیدہ بات تم سے کہی جاتے تو شاید تم اُسکی رازداری کرسکتے ہو؟ وزیر نے کہا "بیشک" تب اُسنے کہا "میرا بھی یہی حال ہے" اور یہ کہکر فوراً وزیر کو رخصت کردیا۔ اگر ولنگٹن چاہتے تو بذریعہ رشوت کے ہندوستان سے کروڑوں روپیہ پیدا کرلیتے۔ لیکن یہ اُنہی کا دل تھا کہ ایک غریب کی طرح ولایت واپس گئے۔

میسور کی فتح کے بعد ایسٹ انڈیا کے ڈائرکٹروں نے دس لاکھ روپیہ

۱۔ ڈیوک آف ولنگٹن دیکھو صفحہ ۸۶

مارکوئیز ولزلی[1] کو انعام دینا چاہا ۔ اُنھوں نے نامنظور کیا اور لکھا ۔ " مجھے ہر گز یہ منظور نہیں ہے کہ میں ہی انعام پاؤں اور میری فوج کے سپاہی مُنہ دیکھتے رہ جائیں " سر چارلس نیپئر[2] کو فتوحات سندھ میں وہاں کے نوابوں سے تین لاکھ روپے رشوت ملتے تھے لیکن اُنھوں نے ایک نگاہ بھی نہ لیا ۔ بے شک وہ مفلس جس کا دل غنی ہے اُس غنی سے کہیں بڑھ کر ہے جسکا دل مفلس ہے ۔ بقول سینٹ پال[3] کے " ایک کے پاس کچھ نہیں ہے لیکن سب کچھ ہے اور دوسرے کے پاس سب کچھ ہے مگر کچھ نہیں " ایک کو امیدیں ہیں اور خوف نہیں اور دوسرے کو صرف خوف ہے اور امیدیں مطلق نہیں ۔ جس شخص کی سب چیزیں تو گم ہوجائیں لیکن دلیری ۔ بشاشت ۔ اُمید ۔ نیکی ۔ ذاتی وقار ویسی ہی باقی رہے تو اگرچہ اُس کے پاس کچھ نہیں لیکن سب کچھ ہے اور حقیقت میں وہ ایک بڑا مالدار ہے ۔ سچی دلیری اور رحمدلی ساتھ ساتھ رہتی ہے دلیر ہمیشہ معاف کرنے کو تیار رہتا ہے یہ سخی ہوتا ہے یہ کبھی بے رحم اور ظالم نہیں ہوسکتا ۔

[1] مارکوئی ولزلی ہندوستان کا مشہور گورنر جنرل تھا ۔ شہر ڈبلن میں ۱۷۶۰ء میں پیدا ہوا اور لنڈن میں ۱۸۴۲ء میں مرگیا

[2] سر چارلس نیپئر انگلستان کا مشہور جرنیل تھا آیرلینڈ میں ۱۷۸۵ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۶۰ء میں مرگیا ۔

[3] سینٹ پال حضرت عیسیٰؑ کے نامی حواری تھے ۔

شریف کا امتحان بیسیوں طرح ہو سکتا ہے۔ ایک طریقہ یہ ہے کہ تم دیکھو کہ وہ اپنے اختیارات کو اپنے محکوموں پر کس طرح صرف کرتا ہے۔ عورتوں اور بچوں کا اُسکو کیسا خیال ہے اگر وہ افسر ہے تو اپنے ماتحتوں سے کیسا برتاؤ رکھتا ہے۔ اگر وہ تاجر ہے تو اپنے منیجروں اور خادموں کے ساتھ کیسا سلوک کرتا ہے اگر وہ ماسٹر ہے تو اپنے شاگردوں سے کس طرح پیش آتا ہے۔ ان حالتوں میں اگر انسان عقل عفو۔ رحم کے ساتھ کام کرے تو بیشک شریف ہے اور جو بیکسوں اور کمزوروں کو ستاتا ہے وہ نامرد ہے ہرگز جوانمرد اور دلیر نہیں۔ دیو کی سی طاقت رکھنی بے شک بہت عمدہ ہے لیکن دیو کی طرح اُس طاقت کا استعمال کرنا ظلم ہے۔ فی الحقیقت شرافت کے جانچنے کے لئے نرم دلی ایک بہت عمدہ اور صحیح کسوٹی ہے۔ شریف اپنی ذاتی تکلیف گوارا کر سکتا ہے لیکن دوسروں کی تکلیف نہیں دیکھ سکتا۔ اُنکو ستانا تو کہاں وہ کبھی اپنی قوت و دولت۔ علم و چلن پر غرور اور فخر نہیں کرتا۔ سر والٹر اسکاٹ نے لارڈ لوتھین کی صرف اتنی ہی تعریف کی ہے کہ لارڈ صاحب اس لیاقت کے آدمی ہیں کہ انسان اُن کا احسان مند ہو سکتا ہے یعنی وہ کسی پر اپنا احسان نہیں جتاتے غور کرو تو یہ بہت بڑی تعریف ہے۔ فولر[1] نے شریف کی بہت اچھی تعریف کی ہے وہ کہتا ہے "جو بدکاریوں سے پاک۔ کاروبار میں منصف۔ بات کا پکا۔ ماتحتوں پر مہربان۔ مستقل محنتی۔ بڑے کاموں میں ہمیشہ دلیری سے مستعدی ہو۔ وہی شریف ہے"۔ "خدا کرے ہمارے ملک کے معزز شرفا بھی ان تعریفوں کے مصداق بنیں" (مترجم) **کتاب تحریک تمام ہوئی**

[1] فولر دیکھو صفحہ ۱۰۲

الدُّعاءُ والاِسْتِجابَة

اس رسالہ میں دعا اور اس کے مقبول ہونے کی بیان کی گئی ہے اور قرآن شریف کے تمام دعاؤں کو یکجا جمع کردیا گیا ہے نہایت مدلل بحث ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۲ر

النظر فی بعض مسائل الامام الہمام ابو حامد محمد الغزالی علیہ الرحمۃ

اس میں کئی رسالے شامل ہیں جن میں امام غزالی کے بعض مضامین پر محققانہ بحث کی گئی ہے۔ جو ان کی کتابوں المضنون بہ علی غیر اہلہ ۔ المضنون بہ علی اہلہ ۔ المنقذ من الضلال ۔ الاقتصاد فی الاعتقاد ۔ التفرقہ بین الاسلام والزندقہ وغیرہ سے لئے گئے ہیں۔ پہلے رسالہ میں خدا کی ذات پر بحث ہے۔ دوسرے رسالے میں امام صاحب کی واردات قلبی کا بیان ہے۔ تیسرے رسالہ میں فلاسفہ کے اقسام اور ان کے عدم پر بحث ہے۔ چوتھے رسالہ میں روح کی حقیقت پر بحث ہے۔ پانچویں رسالہ میں لوح و قلم کے معنوں کا بیان ہے۔ چھٹے رسالہ میں صراط اور میزان کے معنوں پر بحث ہے۔ ساتویں رسالہ میں ملائکہ اور جن و شیاطین کی حقیقت پر بحث ہے۔ آٹھویں رسالہ میں امام صاحب کے رسالہ التفرقہ بین الاسلام والزندقہ پر ریویو ہے۔ جس میں اس امر پر بحث کی گئی ہے کہ کن باتوں سے تکفیر ہو سکتی ہے اور کن باتوں سے نہیں ہوسکتی ۔ ۔ ۔ ۔ ۸ر

ترقیم فی قصۃ اصحاب الکہف والرقیم

اس رسالہ میں اصحاب کہف کے قصہ پر جو قرآن مجید میں ہے نہایت متانت اور سنجیدگی سے محققانہ بحث کی گئی ہے ۔ ۔ ۔ ۵ر

فضائل الامام من رسائل حجۃ الاسلام

یعنی مکاتبات حضرت امام محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ جو ان کی وفات کے بعد امام صاحب کے چھوٹے بھائی امام احمد الغزالی نے جمع کئے اور جن کو سرسید مرحوم نے نہایت کوشش کے ساتھ صحت فرمایا اور ترجمہ کرکے بعض مقامات پر نہایت دلچسپ بحث کی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۸ر

خلق الانسان

نو فلسفہ دانوں نے انسان کی پیدائش کے متعلق نئی تحقیقات سے ثابت کیا ہے کہ انسان کیڑے سے پیدا ہوتا ہے لیکن آج سے ۱۳ سو برس پہلے مسلمانوں کی پاک کتاب نے اس بات کو دنیا پر روشن کر دیا ہے اسی مضمون کو سرسید احمد خان صاحب مرحوم و مغفور نے قرآن سے لیکر نہایت وضاحت سے لکھا ہے اور نو فلسفہ دانوں کا خوب جواب دیا ہے اس کا مطالعہ ہر فرد بشر کے لئے ضروری ہے ۔ ۔ ۔ ۲ر

ازالۃ الغین عن ذکر ذو القرنین

سکندر ذو القرنین کے حالات کے متعلق اور یاجوج ماجوج و سد یاجوج ماجوج اور سد گریٹ وال اور حالات جو ہو انگسٹی ذکر تاریخ چین جس کا سر کرن و بلخ یوارہ وغیرہ وغیرہ کے متعلق ہے سرسید احمد خان صاحب مرحوم مغفور نے قرآن شریف سے یہ مضمون لیکر نہایت ہی اصلی حالات لکھے ہیں کتاب کے متن میں آیات قرآنی اور ترجمہ محاورہ با معنی کے ہے اور حاشیہ پر تفسیر کبیر عربی ہے ۔ ۔ ۔ ۵ر

لکچر اسلام

آنریبل ڈاکٹر سرسید احمد خان صاحب بہادر مرحوم مغفور کا لکچر عقاید اسلام کی نسبت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱ر